

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

ترسٹھوال اجلاس (پہلی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 13 فروری 2023ء بروز سوموار بھیتی 21 رجب المرجب 1444ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک و ترجمہ۔	03
2	پینل آف چیئر پر سنز کا اعلان۔	04
3	دعا مغفرت۔	04
4	رخصت کی درخواستیں۔	15
5	تعزیتی قرارداد مبنابر: محترمہ بشری رند، رکن صوبائی اسمبلی۔	29

ایوان کے عہدیدار

سردار بابر خان موسیٰ خیل۔۔۔۔۔ قائم مقام اسپیکر

ایوان کے افسران

جناب طاہر شاہ کا کٹر۔۔۔۔۔ سیکرٹری اسمبلی

جناب عبدالرحمن۔۔۔۔۔ اپیشن سیکرٹری (قانون سازی)

جناب مقبول احمد شاہ وانی۔۔۔۔۔ چیف رپورٹر

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 13 فروری 2023ء بروز سوموار بہ طابق 21 رجب المجب 1444ھ، بوقت شام 04 بجکر 45 منٹ پر زیر صدارت سردار بابرخان موسیٰ خیل، قائم مقام اپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام اپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

يَا يَهُوا الَّذِينَ امْنَوْا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا لَا وَسَبُّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا هُوَ الَّذِي يُصَلِّي

عَلَيْكُمْ وَمَلَكِتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلْمَةِ إِلَى النُّورِ طَوْكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ه

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَمٌ طَوْ وَأَعْدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ه

﴿پارہ نمبر ۲۲ سورہ الحزاب آیات نمبر ۱ تا ۳۲﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد۔ اور پاکی بو لتے رہو اُس کی صبح اور شام۔ وہی ہے جو رحمت بھیجا ہے تم پر اور اُس کے فرشتے تاکہ نکالے تم کو اندر ہیروں سے اُجائے میں اور ہے ایمان والوں پر مہربان۔ دعا ان کی جس دن اُس سے ملیں گے سلام ہے اور تیار رکھا ہے ان کے واسطے ثواب عزت کا۔ وَمَا عَلَمْيَنَا إِلَّا أَلْبَلَغْ.

مکمل ☆☆

جناب قائم مقام اسپیکر: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِیْم۔ جی شاء بلوج صاحب۔ ایک بار یہ پینل آف چیئر پر سنز کا اعلان میں کروں پھر آپ کو بولنے کا موقع دیں گے۔ میں قواعد و انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت رواں اجلاس کے لیے ذیل ارکین اسمبلی کو پینل آف چیئر پر سنز کے لیے نامزد کرتا ہوں:

- ۱۔ جناب قادر علی نائل۔
- ۲۔ محترمہ شاہینہ کا کڑ صاحبہ۔
- ۳۔ جناب اصغر علی ترین۔
- ۴۔ میر اختر حسین لانگو۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شاء بلوج صاحب آپ بولیں۔

جناب شاء اللہ بلوج: بسم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِیْم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میرے خیال میں اپنی بات بعد میں شروع کروں گا۔ جو ترکی میں، شام میں اور اردن میں جو بڑا زلزلہ آیا ہے اس سے تقریباً 30 ہزار کے قریب قیمتی انسانی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ اس حوالے سے اگر ہماری اسمبلی میں ایک دعا ان کے لیے ہو جائے۔ تو اس کے بعد جناب والا! میں اپنی دوبار میں کروں گا۔ مولانا صاحب! شہداء ترکی، شام اور اردن کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: مولانا صاحب! ترکی کے زلزلے میں جو شہید ہوئے ہیں ان کے لیے دعا میں مغفرت اور جو زخمی ہوئے ہیں ان کی صحت یابی کے لیے دعا کریں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب شاء اللہ بلوج: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں ڈیڑھ، دو مہینے سے غیر حاضر تھا، کچھ پیر و نی ملک کا سفر تھا۔ کچھ تھیں کچھ engagements تھیں کچھ conferences commitments حاضر نہیں ہو سکا۔ بلوچستان میں سر! کافی چیزیں ہیں بلکہ پاکستان میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں، واقعات رونما ہوئے ہیں، جن سے ہم اپنے آپ کو بے خبر نہیں رکھ سکتے۔ آج صحیح جب چاۓ کی پیالی میرے سامنے تھی اور آج کا اخبار سامنے تھا تو بہت دلخراش قسم کی خبریں انسان کی آنکھوں کے سامنے سے گزرتی ہیں، بم دھا کے ہوں یا بسوں میں جلنے والے اپنے انسانوں کی بات بعد میں کریں گے لیکن جو زندہ انسان ہیں وہ اس وقت جس کرب سے، جس تکلیف سے، جس درد سے گزر رہے ہیں اُسکا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہمارے فناں نشر صاحب اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں اگر آج کے اخبار کی شہ سرخی آپ پڑھ لیں، جو ذی شعور پالیسی میکر ہیں جو اس صوبے کو چلاتے ہیں یا اس صوبے کو سمجھتے ہیں یا پاکستان کے اندر باقی انسانوں کی تکلیف اور غم کو سمجھتے ہیں اُنکے لیے میرے خیال میں یہ ہم سب کے لیے رونے کا مقام ہے۔ آج کی ہیئت لائن پھر یہی ہے کہ بھلی مہنگی، سب سیڈی ختم، آئی ایم ایف سے virtual مذاکرات۔ virtual مذاکرات یعنی جو

اُنکے ساتھ اُنکے نمائندے باہر بیٹھے ہوئے ہیں، کمپیوٹر پر بیٹھ کر وہاں جو zoom کے ذریعے سے، skype کے ذریعے سے مذاکرات ہوتے ہیں، ان تمام مذاکرات میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ بھلی 7 روپے مزید ہنگی ہوگی۔ اور جو سب سے بڑی بات ہے جو بلوچستان کے لیے تباہی اور بر بادی کا باعث ہے، وہ یہ ہے کہ جو کسانوں کو دی گئی سبستڈی ہے، جو بھلی پر دی گئی سبستڈی جاری ہے، وہ بھی 15 فروری سے ختم کر دی جائیگی۔ اور آئی ایم ایف کے ساتھ جتنے بھی بڑے معاهدات ہو رہے ہیں۔ میں آپ کو صرف یہ بتاؤں کہ پاکستان کا ایک سوا کاسی بلین ڈالر کا بیرونی قرضہ ہے۔ میں اُس کے اندر وہی قرضے جو پاکستان کے انٹریل ڈیپٹیشن ہیں، اُنکا ذکر نہیں کروں گا۔ اور جو ایکسٹریل ڈیپٹیشن ہیں، پاکستان کے ایک سو بیاسی بلین ڈالر ہیں، جو چار ہزار ارب سے زیادہ بنتے ہیں۔ یہ سارے قرضے لیے جاتے ہیں آئی ایم ایف سے virtual مذاکرت کیے جاتے ہیں۔ میں اسلام آباد میں تھا، ANP کی کانفرنس تھی، باچا خان اور ولی خان کے سلسلے میں۔ ہمارے فناں منظر صاحب ادھر تھے تو میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ کو دعوت دی گئی ہے IMF کے ساتھ جو مذاکرات ہو رہے ہیں۔ کیا صوبے کی نمائندگی اس میں صوبے ہوتے ہیں یا نہیں۔

Because we are not part of the government.

بدقتی یہ ہے کہ لوگ ہمیں بھی حکومت کا حصہ سمجھتے ہیں تو ہم وہ، میں نے کہا کہ کیا آپ کو آئی ایم ایف کے مذاکرات میں ---

جناب قائم مقام اسپیکر: اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی - اذان عصر)

جناب شاء اللہ بلوچ: تو جناب اسپیکر! کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب اتنے بڑے فیصلے کیے جاتے ہیں جن کا براہ راست اثر صوبوں پر اور اُن صوبوں کے شہریوں پر پڑتا ہے۔ اور جہاں بھلی اگر ہنگی ہوتی ہے، آٹا، چینی، چاول، دالیں، تعلیمی اخراجات، صحت کے اخراجات، سفری اخراجات، ادویات کا مہنگا ہونا، ان سب کا براہ راست اثر صوبوں پر پڑتا ہے۔ اور ایسے اہم فیصلوں میں مجھے تو بالکل جیرت ہوتی ہے کہ یہ کیسا فیڈریشن ہے جہاں آپ billions of dollars کا impact کرنے کی بات کرتے ہیں اور آپ نے صوبے کے کسی ایک نمائندے کو بھی اُدھرنہیں بیٹھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ آپ قرض لینے کی بات کرتے ہیں اور آپ نے صوبے کے کسی ایک نمائندے کو بھی اُدھرنہیں بیٹھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ کیا آپ کے اس کے ایگرینٹ کا poverty line below جو زندگی گزارتے ہیں 86% کی سطح وہاں ہم جب پہلے بھی کہتے تھے multidimensional poverty index میں بار بار ہم اس کا ذکر کرتے چلے آ رہے ہیں۔ تو جناب والا! آپ کے اس اسمبلی کے توسط سے یہ بات چلی جانی چاہیے کہ کوئی بھی حکومت ہو جائے وہ ہماری اتحادی حکومت ہو۔ چاہیے

ہماری مخالف حکومت ہو، کچھ قاعدے، کچھ قوانین، کچھ ضوابط ہوتے ہیں۔ ایک صوبہ جو آدھا پاکستان اور اُس کی اتنی بڑی coast line اور اُس کے وسائل کو جمل کر دیکھیں، چاہے وہ سیندک کے، وہ فیڈرل گورنمنٹ تن تہائیں کر فیصلے بھی ہمارے اوپر impose کرتی ہے۔ اور اُس کے بعد آئی ایم ایف کے ساتھ بھی اکیلے میں آپ بند کمرے میں میٹھ کر فیصلے کرتے ہیں۔ آیا اسکا impact ہم پر کیا ہو گا؟ اور ہورہی ہے۔ میں جناب والا! گیا ہوں ہمارے علاقوں میں لوگوں کے پاس جس طرح غربت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے، سیالب میں بلوچستان کو تین، چار چیزوں نے تباہ کر دیا۔ اُس سے پہلے ہمارے پاس کورونا آیا۔ پھر مذہبی ول کا سیالب آیا۔ پھر اس کے بعد ابھی سیالب آیا پھر اس کے بعد مہنگائی کا سیالب آیا یہ پانچ، چھ چیزوں جناب والا! اس صوبے کی اگر آپ financially strength اس کی دیکھیں۔ اس کا سائز دیکھیں، impact یہاں کے بلوچستان کے لوگوں پر کوئی assessment کروائیں۔ یہ صوبہ تو جناب والا! بتاہی اور بر بادی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو آئی ایم ایف کے ساتھ جتنے مذاکرات ہو رہے ہیں ان کا اثر ہے۔ فناں منشہ صاحب کو بلوچستان کے فناں منشہ کو کم از کم ان مذاکرات کا حصہ بنانا چاہیے، اگر فیڈرل گورنمنٹ نے زیادتی کی ہے، ہم آپ کی ساتھ دیں گے اس میں فیڈرل گورنمنٹ کو یہ بتانا چاہیے کہ بلوچستان کو ان تمام معاملات سے دور نہیں رکھنا چاہیے۔

جناب والا! ایک اہم بات جو بار بار۔ ایک بات صرف ہم واضح کر دینا چاہتے ہیں، ایک تو یہ ہے کہ ریکوڈ ک اور سیندک کا مسئلہ ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جو سیندک کے حوالے سے 2017ء میں میرا ایک کیس لگا ہمارے ہاں بہت سے لوگوں کو شاید اس بات کی معلومات نہیں ہیں۔ جولائی 2019ء میں میرے کیس پر جو سیندک کے حوالے سے تھا بلوچستان ہائی کورٹ میں۔ اُس میں فیصلہ دے دیا گیا کہ سیندک کا اختیار، اُس کی توسعی کا، اُس کی ترمیم کا اور اُس کی ownership کا، وہ provincial government لیگی لیکن unfortunately، بدقتی یہ ہوئی کہ جناب والا! اُس فیصلے کے باوجود ECC نے فروری میں 15 سال کے لیے سیندک کی lease extend کر دی۔ سب لوگ کہتے ہیں کہ جی شاء بلوج کیوں بولتا۔ شاء بلوج کو عدالت نے۔ بھائی! عدالت نے فیصلہ دے دیا میرے کیس میں، اب ساری چیزوں کا ذمہ دار، مطلب باقی بھی ہم سارے نمائندے ہیں یہاں۔ باقی بھی صوبائی حکومت ہے۔ 15 سال کے لیے صوبہ۔ آپ سے وفاق نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ فیصلہ میں دو سال تک عدالت کی لیٹر تارہ۔ اور عدالت نے آپ کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے۔ اب صوبائی حکومت کو اپنا اختیار استعمال کرنا چاہیے۔ ریکوڈ ک معاملے میں بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ پورے بلوچستان کے لیے یہ بہت ہی اہم فیصلہ ہوا ہے۔ اہم معاملہ ہوا ہے اور اس سے بلوچستان کے عوام کو۔ بلوچستان کا اس وقت تنازعہ بلوچستان کے قدرتی وسائل کی بنیاد پر ہے۔ سوئی گیس سے شروع ہو، سیندک سے

شروع ہو، کوست لائن سے شروع ہو، زمینوں کی ناجائز الامنٹ سے شروع ہو، مائنزا بینڈ منزہ سے شروع ہو۔ ریکوڈ کا جو فیصلہ جناب والا! آج میں دوبارہ ریکارڈ پر بتادینا چاہتا ہوں کہ بلوچستان نیشنل پارٹی اور ہم سب کا یہ موقوف تھا، میری یہ قرارداد میرے خیال سے آج سے چھ مہینے پہلے اسی اسمبلی میں پیش ہوئی۔ اور بقیتی سے ایک ممبر کی کمی وجہ سے اس کو reject کروادیا گیا۔ وہ یہی تھا کہ بلوچستان کو ownership 50% 50% ملنی چاہیے۔ جو کچھیں فیصد state

owned enterprises کے بدلے، جس میں پی ایل اور او جی ڈی سی ایل ہے، گورنمنٹ آف پاکستان ودھولڈنگز ہیں، وہ بلوچستان کو دے دیں۔ اگر وہ بلوچستان کو 25% فیصد مل جاتے ہیں تو بلوچستان کی automatically چھپیں فیصد ہوتے ہیں۔ تب جا کے یہ معاهدہ کسی سطح پر ایک balanced معاهدہ کہلا یا جاسکتا ہے۔ اب بھی ریکوڈ کیں کمپنی اور وفاقی حکومت کی say ہوگی۔ اور ہم آنکھیں ملتے رہیں گے۔ اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہاں کے نمائندوں کی کوئی deal ہوتی ہے کوئی بات ہوتی ہے۔ آپ کو خود اس بات کا علم ہے کہ جب تک آٹھ دس سال تک یہ کیس چل رہا تھا۔ اور یہ ساری چیزیں فیڈرل گورنمنٹ نے کس طرح manage کئے ہیں۔ صوبائی حکومت again میں کہتا ہوں ہمارے ہاتھ باندھے گئے تھے۔ کچھیں فیصد بلوچستان کے مسئلے کا حل نہیں ہے۔ اور جب بلوچستان کے تازعہ پر جب ٹیبل پر لوگ مذاکرات کے لئے بیٹھیں گے، یہ تمام معاملات آئیں گے، لہذا اسکو دیکھنا ہوگا۔ جناب والا! ایک اہم موضوع میں آپ کو بتاؤ۔ سردار صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، شاید اسی سے متعلق کچھ مائنزا بینڈ منزہ کے حوالے سے سردار بھوتانی صاحب کے پاس کچھ ڈاکومنٹس ہیں، وہ بھی شاید آج اس پر بات کریں گے۔ میں ہمیشہ سے یہی بات اسی لئے کر رہا تھا۔ ایک لاوارث صوبے کی طرح سے ہمیں operate نہیں کرنا چاہیے۔ بلوچستان کو ابھی تک لاوارث صوبے کی حیثیت سے operate کر رہا ہے۔ آج کے اخبار کو دیکھیں اسکی شہ سرخی ہے وزیر اعظم نے تیل اور گیس کی تلاش کے حقوق سندھ کو دے دیئے۔ سب سے زیادہ لاشیں بلوچستان گرتا ہے قدرتی وسائل پر حق حاکیت کیلئے۔ سب سے زیادہ قربانیاں بلوچستان نے دیں۔ سب سے زیادہ بھانسی بلوچستان سے۔ سب سے زیادہ زعماء بلوچستان کے شہید کئے گئے۔ سب سے زیادہ لاپتہ افراد بلوچستان کے ہیں، کیا چاہتے ہیں؟ اپنے وسائل پر اختیارات اس کے لئے ہم اتنے جھگڑے کرتے ہیں، اتنا ہمارا ہے۔ لیکن سندھ ہم سے بازی دوبارہ لے گیا۔

یہ دیکھیں جناب والا! آج کے اخبار کی شہ سرخی ہے کہ ڈاکٹر عاصم صاحب نے convince کر لیا "تیل اور گیس کی تلاش، تیل اور گیس کے معاهدے، تیل اور گیس کی تلاش کے نرخ نامے، تیل اور گیس کی تلاش کے فوائد، یہ ساری سندھ حکومت کو دیئے گئے ہیں"۔ یہ بات بیس سال سے کر رہے ہیں آئین کے اندر اس کا آرٹیکل ہم نے ڈال دیا۔ جب

ریکوڑک کی بھی بات آتی ہے تو اسی لئے ہم یہ کہر ہے ہیں۔ تو کیا ہماری صوبائی حکومت تھی اور ہماری صوبائی حکومت کی کل کابینہ کا اجلاس اگر ہوگا۔ These are very important issues اور دوبارہ اسی لئے ہم یہ کہر ہے ہیں سیندک ہے تو اس کو کھولو۔ ریکوڑک ہے تو اس کو کھولو۔ یہاں کوئی کسی کے حوالے سے، ہمارے حوالے سے کل بلوچستان میں ہم نہیں ہونگے بلوچستان میں، بہت بڑا تازعہ چل رہا ہے۔ بلوچستان میں بہت بڑی بدآمنی ہے۔ ہر ضلع سے شہداء کی مارنے کی مروانے کی خبریں آتی ہیں۔ یہ سارے اس تازعہ کا حصہ ہیں تو جب تک بلوچستان کے اندر ان چیزوں کو نہیں کیا جاتا یہ معاملات آگے نہیں بڑھیں گے۔

جناب والا! میں یہاں نہیں تھا، بہت افسوس ہوا جب لسیلہ کے قریب دوبارہ ایک دفعہ ایک بس حادثے کا شکار ہوئی۔ جسمیں سو کے قریب قیمتی، معموم بچے، نوجوان، خواتین اور شہزادے ایک دفعہ پھر انکی سیاہ، سوختہ لاشیں اُن کے گھروں تک پہنچا دی گئیں۔ یہ لسیلہ و بد قسمت ضلع ہے جس میں آج سے دو سال قبل بھی ایک بس میں اس طرح کا حادثہ ہوا تھا۔ آپ کو یاد ہوگا ہم نے یہاں بات کی تھی۔ مگر افسوس کی بات ہے مجھے پتہ نہیں ہے ٹرانسپورٹ کی منظری آج کل کس کے پاس ہے، بازی صاحب کے پاس ہے، یا عمر بھالی صاحب کے پاس تھا۔ ملک صاحب کے پاس ہے۔ کوئی ابھی تک مثال اسکے حوالے سے ابھی انکو اڑی کمیٹی بیٹھی۔ لیکن جناب والا! transport safety policy ابھی تک ہماری نہیں بنی۔ ہم دوبارہ بار بار یہی کہر ہے ہیں کہ اگر آپ ایک انشوہنس پالیسی بناتے کہ بس والا اگر ملٹ کاٹ کے ایک شخص کو دیتا ہے اگر اس بس والے کی غلطی کی وجہ سے وہ حادثے کا شکار ہوتی ہے۔ یہ ایر لائز پوری دنیا میں انٹریشنل کرتے ہیں۔ تو وہ دس سے پندرہ لاکھ، بیس لاکھ روپے بس والے اُس کمپنی کی ذمہ داری ہے کہ اُس فرد کو ادا کریں جو اُس کے بس میں یا خدا نخواستہ زخمی ہو جاتا ہے یا شہید ہو جاتا ہے۔ تو پھر آپ دیکھیں تو یہ ڈرائیور 20 کی رفتار سے جائیں گے۔ لاشیں گرتی ہیں سوختہ بدن وہاں گرتے ہیں، اُسکو اٹھا کے لوگوں کے گھر آپ پہنچا دیں، اُس کے بعد حکومت کہتی ہے کہ میں اپنے خزانے سے دس لاکھ، بیس بیس لاکھ دے رہا ہوں۔ جب آپ کے ساتھ اس طرح کی غلط پالیسی ہو گئی بس والا کیوں ذمہ دار ہوگا؟ ہم نے دس دفعہ کہا تھا کہ ایک چھوٹا سا بلوچستان کے اندر مادران سائینی فنک سسٹم بنا کیں۔ بس نکلنے سے پہلے، کل میں جب لک پاس پر آیا تو ڈریٹھ گھنٹے مجھے رکنا پڑا۔ خونخواہ کوئی چیکنگ نہیں ہے۔ پتہ نہیں کیا کیا دیکھ رہے ہیں۔ کوئی بوری دیکھ رہا ہے، کوئی پتہ نہیں برتن دیکھ رہا ہے۔ بھائی ایک چھوٹا سا آلم لے لیں ڈرائیور کے منہ میں ڈالیں آپ کو پتہ چلے گا۔ اُس کا ڈرگ ٹیسٹ کروائیں۔ بجائے کہ یہ لائنوں میں لگائی گئی ہیں۔ آپ اُس کا ڈرگ ٹیسٹ لکھا سے کریں۔ دوسرا اُس کا ڈرگ ٹیسٹ خضدار میں کریں۔ میں آپ کو بتاؤں گا کہ آپ کے پیچا سے ساٹھ فیصلہ ختم ہو جائیں گے۔ اور وہ ڈرگ ٹیسٹ کی وہ مشین جس سے سات ہزار روپے میں مل جاتی ہے۔ نہیں تو 70 ہزار روپے میں مل جائیگی۔ میں اپنی چیز

سے دے دوں گا۔ ڈرانسپورٹ منسٹری اپنے دو بندے تعینات کردیں لکپاس پر۔ یہ کوئی قرون وسطیٰ کے stone age میں نہیں رہ رہے ہیں۔ بڑی چھوٹی چھوٹی چیزیں ہوتی ہیں کہ آپ اپنے انسانوں کو کسی نہ کسی سطح پر تحفظ دے سکتے ہیں۔ ڈرائیور کالائنس تک چیک نہیں کیا جاتا۔ ڈرائیور کا لائنس دیکھا جائے کہ LT ہے، HT ہے۔ اُس کی age کیا ہے، اُس کا further experience کیا ہے، اُس کے سارے سرٹیفیکٹ اُس گاڑی میں اُس کی ایک فائل پڑی ہونی چاہئے۔

سو بندے آپ نے کوچ کے اندر اُس کے ساتھ بٹھا کے دیئے ہوئے ہیں، وہ میراں بننا ہوا ہے، اُس کی مرضی ہے اُن کو زندہ پہنچا میں یا مردہ پہنچا نہیں۔ اُدھر ساری ذمہ داریاں آپ اُسکو دے دیتے ہیں، اور اُسکے بعد بادشاہی بنی ہوئی ہے، تیل کا بھی کاروبار ہے فلاں ہے، ہم کرتے ہیں ہم نے خود کہا تھا کہ تیل کی اجازت دی جائے۔ لیکن میں آج کہتا ہوں کہ کسی بھی بس والے کو، کسی بھی سطح پر، اُسکے لئے بلکہ آپ اُسکے جو ٹیکنیکس ہیں وہ بھی چھوٹے کر دیں تاکہ وہ یہاں سے خضدار میں تیل ڈالیں پھر اسیلے میں ڈالیں۔ جب تک آپ نے یہ پالیسی نہیں اپنائی ہوئی کوئی بخختی نہیں کی ہے، دوسرا شمشیر شرم کا مقام ہے۔ میں ملک سے باہر تھا میں اُن دنوں میں یمن میں تھا۔ آپ کی معلومات کے لئے عرض کروں۔ یمن میں میں گیا تھا اقوام متحده کی آئینی کمیٹی کا اجلاس تھا، یمن کا آئین بن رہا ہے۔ میں دو مہینے سے غائب تھا۔ بالکل سو شل میدیا پرنہیں تھا۔ اس میلیوں میں نہیں تھا۔ تو جناب والا! لوگ وہاں دیکھتے ہیں پاکستان میں سو بندے، جب میں بلوچ لکھتا ہوں تو وہ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان شاید اسکا اپنا صوبہ ہے، کہتا ہے کہ یہ تمہارے گھر میں ہوا ہے تمہارے علاقے میں ہوا ہے شرم کا مقام ہے کہ اگر آپ کسی بیرون ملک میں بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرے ملک کے آئین بنانے کی بات کرتے ہیں اور اپنے صوبے میں سو بندے جلے ہوئے بدن کے ساتھ انکے گھر بھیج دیتے ہیں۔ صرف دولفظ ہیں کہ ہم انکو اعززی کر رہے ہیں، تین لفظ ہیں کہ جی ہم تحقیقات کر رہے ہیں۔ اب بھی جائیں کوچ اُسی طرح اُسی صورت حال میں جا رہی ہیں۔ جناب والا! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ ایک اور مسئلہ جو بہت اہم ہے۔ بلوچستان کا تنازعہ اس وقت دیکھیں، جو پشاور میں واقعہ ہوا، سو کے قریب نمازی شہید ہوئے۔ میں نے اُس وقت بھی کہا تھا کہ خدا کے لئے جو بھی تو تیں ہیں، خدا کو مانیں بلوچستان اور خیر پختونخوا باتاں حال صوبے ہیں۔ یہاں کی ماوں نے اتنے آنسو بھائے ہیں کہ اگر یہ بیکجا ہوتے تو خدا کی قسم یہاں ندیاں، نہریں اور سمندر بن جاتے۔ آپ لوگوں کو یہی گھر ملتے ہیں، یہی مسجدیں ملتی ہیں۔ یہی مزاروں ملتے ہیں۔ یہی ملاز میں ملتے ہیں، یہی پولیس والے ملتے ہیں کہ آپ ہر روز اسی طرح ہمارا رُخ کرتے ہیں۔ کہیں نہ جائیں، یہیں نہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ کہیں پر ہونا چاہیے۔ لیکن دنیا میں کوئی بھی تنازعہ ہے اُسکو مذاکرات کے ذریعے سے حل کریں اس کو ٹیبل ٹالک کے ذریعے سے حل کریں۔ بلوچستان کا تنازعہ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ بندوق اسکا حل نہیں ہے۔ چاہے وہ سرکار استعمال کر رہی ہے جا ہے دوسری تو تیں استعمال کر رہی ہیں۔ آپ دیکھیں کراچی میں ایک شخص ایک سال قید کا ٹالتا ہے۔ ایک سال

قید کا نئے کے بعد لکھتا ہے اُس کے گھروالی مٹھائی اٹھا کے، ہار اٹھا کے اُس کے استقبال کے لئے چلے آتے ہیں۔ اور آپ ویکو میں آس کی عورتوں کو زد و کوب کرتے ہیں پیشے ہیں اُن کے کپڑوں اور قیصوں پر خون کے دھبے لگا کر کر دوبارہ سے اُس کو اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ملک کے اندر کوئی قانون ہونا چاہے۔ یہ جنگل کا قانون نہیں چل سکتا ہے۔ ابھی جریں چل رہی ہیں اور خدا کرے کہ یہ غلط ہوں۔ کہ ایک خاتون رحیم زہری اور رشیدہ زہری، میاں بیوی، بلوچستان کوئی سے تین دن سے ولاپتہ ہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں، ایک تو غربت، تباہی، بر بادی، مہنگائی، ادویات کی کمی، حادثات، آئی ایم ایف کے اتنے بڑے بوجھا اور اُس کے اوپر سے آپ بیہاں وہی غیر انسانی حقوق، میں سال سے لوگ لاپتہ کئے جا رہے ہیں کیا بلوچستان کا مسئلہ حل ہوا؟ چالیس سال سے آپ نے افغانستان کے حوالے سے غلط پالیسی بنائی۔ آپ نے افغانستان کا مسئلہ، خیبر پختونخوا کا مسئلہ اور بلوچستان کا مسئلہ حل کر سکے؟ نہیں کر سکے۔ جو بھی یہ پالیسیاں جاری رکھ رہا ہے۔ خدا کے لیے ماں، زڑ لے دیکھو تباہی و بر بادیاں آرہی ہیں۔ ہم تو ویسے بیٹھے بیٹھے تباہ و بر باد ہو گئے ہیں۔ اس ملک کو جنگل کے قانون کے تحت نہیں چلا یا جا سکتا، صحیح قانون ہوا اور جو بھی لاپتہ افراد ہیں انکو رہا کیا جائے۔ رشیدہ زہری، رحیم زہری یا کراچی میں ہونے والے واقعات گو کہ ہمارے jurisdiction میں نہیں ہیں، میں اس اسمبلی کے توسط سے اپیل کرتا ہوں پیپلز پارٹی کے اپنے اُن colleagues سے کہ کم از کم آپ کی جیلوں سے نکلنے والا شخص با حفاظت اُن کو اپنے گھر پہنچنا چاہیے۔ جو بھی ہیں اُن کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ آپ ایک شخص، آپ ان اشخاص کو، ریاست تحفظ کا نام ہوتا ہے۔ ریاست سیکورٹی کا نام ہوتا ہے، اگر ریاست سیکورٹی نہیں دے سکتی اور آپ عدم سیکورٹی پیدا کرتے ہیں تو پھر بیہاں لوگ دیسے ہی یہ روزگاری اور بدحالی کی وجہ سے frustration کا شکار ہیں اور مسائل بڑھتے جائیں گے۔ جناب والا! آپ کا بہت بہت شکر یہ۔ میں یہی امید کرتا ہوں کہ جو زمرک صاحب کے حوالے سے میں نے بات کی، IMF کے حوالے سے، اسکو آپ seriously ہیں گے۔ اور یہ اسمبلی ایک قرارداد unanimously پاس کرے کہ جو بھی معاهدات ہو رہے ہیں، جو بھی financial discussions ہو رہی ہیں IMF کے ساتھ، بلوچستان کو اُس کا حصہ بنانا چاہیے۔ شکر یہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ۔ جی سردار صالح بھوتانی صاحب بات کر رہے ہیں، پھر اُس کے بعد آپ۔

سردار محمد صالح بھوتانی (وزیر بلدیات): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اسپیکر! ضلع حب، تحصیل حب میں کچھ مقامی لوگوں کے ساتھ بہت ہی نا انصافی اور زیادتی ہوئی ہے، جو کہ میں اس اسمبلی میں آپ کے توسط سے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ ہمارے حالات سے دوست باخبر ہیں۔ سر اٹھھہ سینٹ لمیڈا ایک سینٹ فیکٹری ہے، اسکو حب میں 135461 یکڑ 143.50 Sq/Km الات کیا گیا ہے۔ بیہاں ختم نہیں ہوتا ہے کیونکہ پیٹ بڑا ہے بھرتا نہیں ہے۔ Block-A میں 36.67 Sq/Km جس کا 1.2 یکڑ بنتا ہے اور Block-242.356 Sq/Km، آپ 10466.395 Sq/Km

اکیڑز یوٹل 54988.82 بنتے ہیں۔ اگر گیارہ، بارہ اور ڈال کے دے دیں تو figure پورا ہو جاتا تھا 55000 لیکن گیارہ، بارہ اکیڑکی کی ہے، سڑا یہ صرف پہاڑ الٹ نہیں ہوئے ہیں، یہاں grazing areas، قبرستان، لوگوں کے گاؤں، زمینداری، ہر چیز الٹ ہو گئی ہے، کیونکہ ہمارے لوگ اپنے مال و مویشی کی خاطر اپنا گزر اوقات کی خاطر پہاڑوں کے دامن میں رہتے ہیں۔ کیونکہ آپ کے علم میں ہے۔ اور پہاڑوں کے دامن میں ان کی چھوٹی چھوٹی آبادیاں ہیں، انکی زمینداری ہے اور ان کی چراگاہیں ہیں۔ یہ ایک سیمنٹ فیکٹری کو اتنا الٹ کیا گیا ہے، یہ کس طرح justified ہے؟ کیا اسکی ہے کہ مقامی لوگوں کے ساتھ، عوام کے ساتھ اتنا ظالم کیا گیا ہے، ان کی catchments ہیں، اسکے grazings areas ہیں، آخر وہ کدھر جائیں گے جب انکو بڑے بڑے سرمایہ دار آکر fencing کر دیں گے تو یہ لوگ کہاں جائیں گے؟ انکے لیے میں اسمبلی کے through عرض کرتا ہوں کہ اس ظلم کا سد باب کیا جائے اور میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ یہ منزرا ڈیپارٹمنٹ نے الٹ کیا ہے۔ وہ اسکو دیکھیں اور نظر ثانی کریں۔ غریبوں پر حرم فرمائیں۔ نہیں تو ہمیں کوڑ کا راستہ اپنانا پڑے گا۔ یا تو پھر عوام کی عدالت میں جائیں گے۔ اور تو ہمارے لیے کوئی چارہ نہیں ہے، بہت بہت شکر یہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ سردار صالح بھوتانی صاحب۔ جی ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہواني: شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔ مختصرًا میں کچھ بتیں کرنا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! دو مہینے قبل یہاں پانچ وفاقی وزراء آئے تھے۔ ہمیں کہا گیا کہ آپ کی ان سے میٹنگ ہے۔ لیکن بدقتی سے وہ میٹنگ بھی اسے پورٹ پر ہوئی اور اس VIP lounge اور وہاں سے دوبارہ اُس خصوصی جہاز میں بیٹھ کر اسلام آباد چلے گئے۔ میٹنگ کیا تھی جناب اسپیکر صاحب! کہ ازرجی بچانی ہے۔ اس وقت ملک میں ازرجی کی شدید قلت ہے۔ اور اربوں روپے ضائع ہو رہے ہیں۔ تو ازرجی بچانی ہے بھلی کو کم کرنا ہے۔ وہاں ہمیں موقع ملاجیت زمیندار ایکشن کمیٹی کے چیئر مین کی حیثیت سے تو میں نے وہاں اسٹچ پر کچھ بتیں کیں کہ بلوچستان جس کی اپنی ضرورت 1800 میگاوات بھلی کی بنتی ہے۔ بدقتی سے بڑی مشکل سے بلوچستان کو چار سو میگاوات بھلی مل رہی ہے۔ یہاں سردیاں ہیں دکانیں ہم و یہی شام کو بند کر دیتے ہیں۔ ہم لا ہور، کراچی اور دوسرے بڑے شہروں کی طرح رات گئے تک نہ یہاں کاروبار ہوتا ہے نہ یہاں دکانداری ہوتی ہے۔ اور پھر سب سے زیادہ یہاں بھلی جو زمیندار استعمال کرتے ہیں، جو 30 ہزار کے قریب ٹیوب ویز ہیں، اس میں 70% بھلی زمیندار استعمال کرتے ہیں۔ زمینداروں کو ترقی بھلی دی جا رہی تھی اُس وقت ہم نے اسٹچ پر کہا کہ بڑی مشکل سے زمینداروں کو پانچ سے چھ گھنٹے بھلی دی جا رہی ہے۔ اور وہ بھی اُس صورت میں کہ کبھی tripping ہو جاتی ہے کبھی لائینیں over load ہیں اور بعض فیڈ روں پر جب ہم اسکو تقسیم کرتے ہیں یہ تین تین گھنٹے بھلی بن جاتی ہے۔ تو

ہم ویسے ہی بلوچستان کے 400 میگاوات ملک کے کسی بھی ایک چھوٹے سے شہر اگر آپ فیصل آباد کی مثال لے لیں تو وہ بھی ہم سے تین گناز یادہ بجلی استعمال کرتا ہے۔ رہی line losses کی بات یا بجلی کی دوسرے losses اپنے کراچی میں بھی۔

جناب اسپیکر صاحب! پھیس سے تمیں پرسٹ losses ہوتے ہیں۔ اتنے losses ہوتے ہیں جتنا بلوچستان کی بجلی کا حصہ ہی نہیں بتتا۔ لاہور کے اندر بھی اتنے ہی losses ہوتے ہیں جتنا بلوچستان کا حصہ ہی نہیں بتتا۔ اور اس platform پر بھی ہم نے کہا سیکرٹری اور مسٹر واٹر اینڈ پاور بھی تھے ہمارے خواجہ آصف بھی تھے، وزیرِ دفاع، پکھا اور وزراء بھی تھے ان سے بھی ہم نے کہا کہ بلوچستان میں اگر آپ اس مقصد کے لیے آئے ہیں اور ایرپورٹ سے واپس ہی جا رہے ہیں تو آپ تسلی کر لیں کہ بلوچستان کو اس وقت بجلی مل ہی نہیں رہی ہے۔ لیکن ہم نے مطالبہ کیا کہ کم از کم اور نہیں تو ہمارے زمینداروں کی بجلی دو گھنٹے بڑھائی جائے اور ہماری جو سب سیڈی ہے اُس کو دو سال قبل لے لیا گیا ہے اُس کو extend کیا جائے۔ ہم نے ان سے یہی مطالبہ کیا، یہ لوگ اسلام آباد چلے گئے اب اسلام آباد جانے کے بعد تقریباً دو دن کے بعد پتہ چلا کہ ہمارے جوزاعی ٹیوب ویل ہمارے زمیندار ہیں یا interior بلوچستان کی بجلی چار گھنٹے کر دی گئی ہے۔ اب جناب اسپیکر صاحب! ایک ہفتہ سے بلوچستان میں کوئی شہر کو چھوڑ کر پورے بلوچستان کو دو گھنٹے بجلی دی جا رہی ہے۔

جناب اسپیکر صاحب بلوچستان کے 70% 75% لوگوں کا ذریعہ معاش زراعت یا گلہ بانی ہے۔ اور یہی ٹیوب ویلوں سے وہ رزق روزی کماتے ہیں آج اس بلوچستان کے موجودہ حالات کے اندر آپ ان سے یہ روزی بھی چھین لیں تو بلوچستان کے لوگ کہاں جائیں گے۔ ان کے لیے تو ایک ہی راستہ ہے کہ یا تو وہ چوری کریں یا اسی طرح جو آج آپ کہہ رہے ہیں کہ لوگ پہاڑوں پر جا رہے ہیں تو یہ پھر وہاں کا رُخ کریں گے کیسی کے بھی ہتھے چڑھ سکتے ہیں جناب اسپیکر! یہاں نہ تو کوئی پالیسی ہے سردی شروع ہو جاتی ہے یہاں پورے بلوچستان کے اندر گیس نہیں ہے صرف دو تین ڈسٹرکٹس میں آپ اندازہ لگائیں ہم کہتے ہیں کہ جونپر کے درخت بچاؤ، زیارت کے اندر جو تاریخی جونپر کے درخت ہیں ہم نے گیس اس لیے وہاں پہنچائی کہ جونپر کے درخت بچائی جائیں۔ لیکن اس سال زیارت کو میرے خیال میں گیس ملی ہی نہیں ہے اگر وہ وہاں جونپر کے درخت کاٹ کر استعمال نہ کریں تو وہ سردی سے مر جائیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! گیس اور بجلی کی بھی یہی پوزیشن ہے، بلوچستان کے ساتھ کب تک یہاں انصافی ہوتی رہے گی؟ ہم اس اسمبلی میں آواز اٹھاتے ہیں زیادہ آپ کیسا کو چیف کو بُلا لیتے ہیں اُس کا رو نا یہی ہوتا ہے کہ وہاں سے ہمیں ڈنڈا ہے کہ جتنے آپ میں وصول کرتے ہیں اُتھی بجلی ان کو دی جائے۔

جناب اسپیکر صاحب! اگر آپ نے یہ تھیہ کر لیا ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کو فاقہ کر کے ان کو مارنا ہے ان کو اسی طرح بھوکا مار دینا ہے تو پھر یہ بھل بالکل وفاق آج فیصلہ کر لے کہ بلوچستان کو 400 میگاوات بھلی دینی ہی نہیں ہے اور میں کہتا ہوں کہ اس وقت سب سے اہم مسئلہ آج یہ ایوان بیٹھا ہوا ہے بلوچستان میں یا تو بھلی کا مسئلہ ہے یا گیس کا مسئلہ ہے باقی فنالس منٹر بیٹھے ہوئے ہیں وہ جیختے ہیں چلاتے ہیں۔ اس دن وہ بھی تھا، اس نے دوسرے platform پر بھی کہا ہے کہ ہمارے پاس، تو یہاں آپ کے سامنے پوری میٹرو پولیٹن کے سوپر ز بیٹھے ہوئے تھے پورے شہر میں گزشتہ پندرہ بیس دن سے صفائی نہیں ہو رہی ہے انکو تنخوا ہیں نہیں مل رہی ہیں ہمارے بجٹ کی پوزیشن یہ ہے کہ ہمیں ایک پیسہ نہیں مل رہا ہے پورے بلوچستان سیلا ب سے ملیا میٹ ہو گیا۔ ہم نے باہر ڈومنز کا نفرنس کی جناب اسپیکر صاحب! پتہ چلا کہ اربوں کھربوں ڈالر زمл رہے ہیں لیکن آج ہمارے پاس بلوچستان کے لوگوں کے لئے میرے خیال میں ایک پائی بھی نہیں ہے۔ کچھ ٹینٹ آئے، آج بھی آپ صحبت پورا اور نصیر آباد کی طرف جائے لوگ مرعام روڈوں پر پڑے ہوئے ہیں اور روڈز کے سامنے آپ کو نظر آئیں گے۔ اُنکی بھالی کا میرے خیال میں ایک percent بھی کام نہیں ہوا ہے۔ بلوچستان کے ساتھ ایک تو وسائل نہیں ہے شاء بلوچ نے جس طرح تقریر کی کہ اسی ملک کے اندر سندھ منسل کے حوالے سے اُس کی الگ پالیسی ہے، وہ خود اپنے فیصلے اور اپنے معاملے باہر کے ملکوں سے کرتے ہیں۔ لیکن بلوچستان کے اندر یہ چیزیں کیوں نہیں ہیں۔ جس طرح آج سردار بھوتانی صاحب نے بڑی اچھی بات کی کہ ہم تورونا روتے تھے کہ سینڈک اور یکوڈک ہے اور کو تو چھوڑ دیں اب ایک سینٹ فیکٹری، ٹھٹھ سینٹ فیکٹری کی بات کریں۔ میرے خیال میں یہ کسی ایک گروپ کا ہوگا، یہ کسی individual کا ہوگا۔ اُس کو اگر 55 ہزار، 60 ہزار ایکڑ زمینیں بلوچستان کے اندر الٹ کر دی جاتی ہیں تو اس بلوچستان کا جناب اسپیکر صاحب! بنے گا کیا؟ میں کہتا ہوں کہ بلوچستان پر حُد ارا رحم کیا جائے اور خاص کر بھلی کے حوالے سے آپ، رولنگ تو آپ نے دی ہے آپ کی بہت بڑی مہربانی لیکن اس رولنگ کا کیا فائدہ جناب اسپیکر! کہ ہم یہاں بات کریں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ، ملک نصیر شاہ وانی صاحب آپ لوگ اس پر کافی بحث مباحثہ بھی ہوا ہم لوگوں نے وفاق کو بھی ایک لیٹر لکھا۔ اُنکا حال ہی میں جواب موصول ہوا انہوں نے ایک کمیٹی بنائی ہے بلوچستان سے متعلق جس میں آٹھ سے دس وفاقی وزراء ہوئے۔ تو آپ پارلیمانی لیڈر ان جتنے بھی ہیں بلوچستان اسمبلی کے آپ کوئی date fixed کر دیں مجھے بتا دیں تاکہ ہم وہاں انکو لیٹر بھیج دیں کہ اس date پر بلوچستان کے پارلیمانی لیڈر ز آئیں گے۔ اور وفاق میں بلوچستان کی گیس اور بھلی پر آپ لوگوں سے ملاقات اور تفصیل discussion کریں گے۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: جناب اسپیکر صاحب! آپ کا شکر یہ کہ یہ ایک کمیٹی نی ہے۔ اور آج اس لیٹر کا جواب آگیا ہے کہ ہمیں بلا یا گیا ہے ہم دس وزراء وہاں بات کریں گے۔ لیکن آج 15 دن سے پورے بلوچستان میں دو گھنٹے بجلی مل رہی ہے۔ جب تک ہماری اُن وفاقی وزراء سے ملاقات ہو جائے اُس وقت تک تو بلوچستان میں گندم کا season ہے لوگوں نے پنیری لگانی ہے، موسم بہار کی آمد آمد ہے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میں چیف کیسکو سے ---

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: باغوں کو پانی دینا ہے۔ اُس وقت تک جب یہ سب کچھ اجڑ جائیگا بلوچستان ایک بخرا، ایک صحراء بن جائیگا اُس کے بعد پھر ہم اس بجلی کا کیا کریں گے اور وفاقی وزراء سے بیٹھ کے کس حوالے سے بات کریں گے؟

جناب قائم مقام اسپیکر: میں چیف کیسکو سے آج ہی بات کرتا ہوں اس حوالے سے، سیکرٹری صاحب ---

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: فوری طور پر جو بھی بات ہو سکتی ہے، دوسری جو ٹھہرہ سینٹ کی بات کی بھوتانی صاحب نے، تو ہم لوگ بھی اُس کی مذمت کرتے ہیں۔ بلوچستان میرے خیال میں کوئی کسی کو، جس کا جی چاہے، ہم سینڈک اور ریکوڈ کی بات کرتے تھے، وہ تو چلیں میں الاقوامی معاملہ کے تھے۔ لیکن ایک فرد کو یا ایک کمپنی کو 50 ہزار، 55 ہزار ایکٹر جس کے اندر آبادیاں بھی ہوں، جس کے اندر قبرستان بھی ہو، جس کے اندر شہر بھی ہو۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ ملک نصیر صاحب اچنڈے کی طرف آتے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: اس طرح بغیر پوچھے ---

جناب قائم مقام اسپیکر: اچنڈے کی طرف آتے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)

جناب اسپیکر صاحب! اس کو ---

جناب قائم مقام اسپیکر: اچنڈے کی طرف آتے ہیں۔ ملک سکندر ایڈو وکیٹ صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہ ہواني: اس کو بھی جناب اسپیکر صاحب! آپ اپنی اُس پر لے لیں، بہت مہربانی ہوگی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: کس چیز کا ملک صاحب؟

ملک سکندر ایڈو وکیٹ (قائد حزب اختلاف): Kindly اگر ہاؤس سے ایک دو آدمی بھجوادیں وہ غریب لوگ آئے ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: کون آئے ہوئے ہیں؟

قائد حزب اختلاف: احتجاج کر رہے ہیں میٹرو پولیس وालے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: اُن کے پاس میں نے MPAs کو بھجوادیا وہ مسئلہ حل ہو گیا۔ جی سوالات کی طرف

آجائیں۔ نصراللہ خان زیرے صاحب! آپ اپنا سوال نمبر۔۔۔ (داخلت۔شور) میں آپ لوگوں کو موقع دوزگا۔ ایک منٹ نہیں دو منٹ دوں گا آپ لوگوں کو۔ ایک نہیں دو منٹ، آپ لوگ، میں بھی بیٹھا ہوا ہوں، آپ لوگ بھی بیٹھے ہیں۔ تھوڑا کارروائی کی طرف آتے ہیں میں دیتا ہوں آپ لوگوں کو time۔ یہ سوالات جتنے بھی ہیں منسٹر جو ہیں نہیں آئے ہیں۔ تو میرے خیال سے سیکرٹری صاحب نے بھی تکلیف کرنے کی زحمت نہیں کی بلکہ اسے کی، سیکرٹری ہیا تھے۔ یہ اب منسٹر وہ سی ایم صاحب کا جو یہ right بنتا ہے کہ اپنے منسٹروں کو پابند کریں کہ وہ بلوچستان اسمبلی کا اجلاس attend کریں۔ البتہ سیکرٹری، سیکرٹری کو میں یہ ہدایت دیتا ہوں کہ اگلے اجلاس والے دن وہ اپنی حاضری یہاں یقینی بنائیں۔	جناب قائم مقام اسپیکر: وقفہ سوالات ختم توجہ دلا و نوٹسز۔۔۔
جناب قائم مقام اسپیکر: (داخلت۔شور) محکم بھی نہیں ہے ایجکیشن منسٹر بھی نہیں ہے تو یہ دونوں توجہ دلا و نوٹسز کو نہشاد یا جاتا ہے۔	جناب قائم مقام اسپیکر: (داخلت۔شور) سب کو موقع ملے گا۔ سب کو موقع ملے گا۔
جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): نواب محمد اسلم خان ریسنسی صاحب نے نجی مصروفیات کی روایں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔	جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی: جام کمال خان صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا روایں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔	جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی: نواب ثناء اللہ خان زہری صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔	جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی: میر نصیب اللہ مری صاحب کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر رہیں گے۔	جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔
سیکرٹری اسمبلی: جناب عبدالخالق ہزارہ صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر	جناب قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

رہیں گے۔

جناب قائم مقام اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد عارف محمد حنفی صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد نواز کا کڑ صاحب نے خجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب نصراللہ خان زیرے صاحب نے خجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ بانو غلیل صاحبہ ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب قائم مقام اپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب قائم مقام اپیکر: بھی احمد نواز بلوج صاحب۔

حاجی احمد نواز بلوج: شکریہ جناب اپیکر صاحب! جیسے شاء بلوج نے لاپتا افراد کے حوالے سے کچھ دوستوں کے نام لئے تھے، اس حوالے سے میرے حلقة سے بھی خالق قبر انی ایک نوجوان ہے وہ پیشہ کے اعتبار سے درزی ہے، ایریکیشن کالونی کے ساتھ ہی اُسکا دکان ہے اُسے بھی 15 فروری کو وہاں سے اٹھایا اور تاحال ابھی تک لاپتا ہے۔ اور ایسے ہی میرے حلقة سے گشکوری ٹاؤن سے جو شاء بلوج نے ذکر کیا، رحیم اور اُس کی بیوی وہ بھی میرے حلقة کے ہیں، اور انکو بھی 3 فروری کو وہاں سے لاپتا کیا گیا ہے جس کے ساتھ اُس کے 2 کمسن بچے جو ایک 2 سال کا ہے، اور دوسرا 1 سال کا تھا، وہ دونوں کو بھی اور اُس کی بوڑھی مان کو بھی انہوں نے رات 1 بجے کے قریب اٹھا کر پھر 5 فروری کو بوڑھی مان اور دو بچوں کو انہوں نے قبر انی روڈ پر چھوڑا اور باقی رحیم اور اُسکی wife جو رشیدہ کہلاتی ہے وہ تاحال ابھی تک لاپتا ہیں۔ جناب اپیکر!

بلوچستان میں چادر اور چارڈیواری کی تقدیس کی یا مالی اور آئے دن اگر ہماری خواتینوں کو اٹھایا جاتا ہے۔ اگر کسی پر کوئی کیس

بھی ہو، عدالتیں ہیں انہیں عدالتون میں پیش کیا جائے۔ اور بلوچستان کی روایات نہیں ہے کہ ہماری خواتین کو آپ ہنگڑی لگا کر اسے آپ لاپتہ کریں۔ اس پر بلوچستان نیشنل پارٹی اس کی مذمت بھی کرے گی اور اس پر اپنا آئندہ کالاجہ عمل بھی دے گی۔

جناب قائم مقام اپیکر: شکریہ احمد نواز بلوچ صاحب! وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اگر وہ اس حوالے سے کوئی ممبر کو---

حاجی احمد نواز بلوچ: شکلیہ بات کریں گی۔

جناب قائم مقام اپیکر: یہ اسی معاملے پر بات کریں گی۔

محترمہ شکلیہ نوید قاضی: جی۔ اسکے علاوہ کل کے حوالے سے بھی ایک بات کرنی تھی۔ جناب اپیکر! thank you، جناب اپیکر! جیسے ثناء بلوچ صاحب اور احمد نواز صاحب نے کہا کہ جو گشکوری ٹاؤن سے ایک خالون رشیدہ اور اس کا husband رحیم زہری کو لے جایا گیا ہے۔ ان کی ڈیڈھ ماہ کی بچی کی video clip آپ سب کی نظر سے گزری ہو گی۔ کہ ڈیڈھ سال کی معدرت کے ساتھ، کہ ڈیڈھ سال کی جو بچی ہے وہ کس طرح اپنے parents کے لیے رورہی ہے۔ اسی طرح کل جب میر انوشی جانا ہو باورہ حیم صاحب کے گھر پر، آپ کو پتہ چلا ہوگا، جس طرح آدمی رات کو چھاپہ مارا گیا کل ہزاروں کی تعداد میں نو شکلی کی خواتین روڑوں پر نکلی تھیں، امن و امان کے سلسلے میں۔ یہ جو ہمارے ساتھ اس طرح ہو رہا ہے۔ وہیں مجھے کچھ خواتین نے بتایا کہ کچھ اسٹوڈنٹس کو لے جایا گیا ہے۔ کچھ اسٹوڈنٹس کو باقاعدہ کل پرسوں نو شکلی سے انکو یعنی لاپتہ کیا گیا ہے۔

جناب اپیکر! یہاں ہمارے منظر صاحب بیٹھے ہیں، قلات سے اسی طرح ایک لڑکے کو اٹھایا گیا اور پرسوں اُس کو release کیا گیا۔ یہ ساری چیزیں ہیں، ہمیں ظاہر ہے پتہ ہونا چاہیے اس حوالے سے۔ تو یہاں منظر صاحب بیٹھے ہیں کہ آیا یہ CTD کے نام پر جو کر رہے ہیں، یہ کون سے لوگ ہیں اور یہ کس وجہ سے کر رہے ہیں؟ یہ خواتین بھی اب safe نہیں ہیں اس معاشرے میں۔۔۔

جناب قائم مقام اپیکر: شکریہ میڈم شکلیہ نوید صاحبہ۔ جی وزیر داخلہ صاحب!

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر داخلہ و قبلی امور و پیڈی ایم اے): شکریہ جناب اپیکر! اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنِ الْشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ سب سے پہلے ثناء بلوچ نے جو بات کی، اسمبلیہ میں جو واقعہ پیش آیا اُس کے حوالے سے۔ میں ثناء بلوچ سے بالکل سو فیصد اتفاق کرتا ہوں کہ نظام کی خرابی کی وجہ سے آئے روز روڑوں میں ہماری مائیں، بہنیں، بچے اس طرح جانوروں کی طرح جلتے ہیں، ضرور کسی نہ کسی کی اسمبلی کوئی غفلت ہے جس کی وجہ سے اس طرح کے وہ واقعات پیش

آتے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! گزشتہ دنوں Apex Committee کی meeting میں بھی تھی اسی میں بھی میں نے یہ چیز اٹھائی کہ سب سے پہلے یہ بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ایک لمبی فہرست دی کہ پہلک ٹرانسپورٹ میں، ایک مسئلہ گورنمنٹ کے لیے یہ ہوتا ہے کہ جب گورنمنٹ تھوڑی سختی کرتی ہے تو ہم گورنمنٹ کی مجبوری کو بھی نہیں دیکھتے ہیں اور ڈرائیورز الیسوی ایشنر سب یہ نکتے ہیں کہ بھائی! آپ لوگوں نے ان کا پیروول روکا ہے۔ پیروول لے جانے کا روزگار کا بھی کوئی طریقہ ہوتا ہے۔ نہیں کہ آپ کی وجہ سے سینکڑوں جانیں risk میں پڑی ہوں۔ تو اس کے بارے میں، میں تو خود یہ چاہوں گا کہ آپ سے ریکوئیٹ کروں گا کہ آپ اسیں ایک پارلیمانی کمیٹی بنادیں کہ یہ جو روڑ زمیں accidents ہو رہے ہیں یا یہ over speed لگا رہے ہیں۔ اور جو پہلک ٹرانسپورٹ ہے اسیں سملانگ کیوں ہو رہی ہے اسیں ذمہ دار کوں ہے تاکہ اسکو میں اپنے department کے طور پر اپنے طور پر دیکھوں اور پارلیمانی دوست اسکو اپنے طریقے سے بھی دیکھ لیں کہ یہ روڑ کا مسئلہ ہے روڑ گورنمنٹ کا آہستہ آہستہ ترقی کی طرف، پہلے یہ روڑ بھی نہیں تھا ابھی آپ کو پتہ ہے کہ چجن سے وہاں تک ٹینڈر بھی ہو رہا ہے، تو روڑ تو بنے گا۔ ہر جگہ accident ہو جاتا ہے، ہم سب کچھ روڑ پر ڈال دے کر کے کہ روڑ کی وجہ سے ہو گیا۔ اس طرح بھی نہیں ہے۔ ضرور کوئی نہ کوئی غفلت ہے۔ تو اس کے لیے جدھر بھی جس فورم میں بھی۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: محکمہ ٹرانسپورٹ کی غفلت پر آپ کہتے ہیں؟ وزیر ٹرانسپورٹ آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا ہے، وہ بھی خاموش ہے۔

وزیر داخلہ و قائم مقام امور و پیڈی ایم اے: ضرور ٹرانسپورٹ کا ہو سکتا ہے، میرا ہو سکتا ہے آپ کا ہو سکتا ہے سب کا ہو سکتا ہے کسی کا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ ایک تحقیقات میں سمجھتا ہوں کہ ان انسانی جانوں سے زیادہ نہیں ہے۔ اس کی ہر فرم پر گورنمنٹ کی سطح پر بھی ہونی چاہیے، اسمبلی کی سطح پر بھی ہونی چاہیے، تاکہ سب پر ایک کڑی نظر ہو۔ دوسرا جو تھا یہ زہری جو خواتین ہے ان کے بارے میں کہا گیا تو جناب اسپیکر! سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ دیکھیں system ایک دن میں ٹھیک نہیں ہوتا ہے۔ system کو آہستہ آہستہ چلتے چلتے جو ہے وقت لگتا ہے۔ ہم نے اپنے اسی ملک میں رہنا ہے اسی ملک کے نظام کے ساتھ چلنا ہے، اس کی سرکاری طور پر کوئی اس قسم کی واقعات کا آکے سرکار کے پاس report نہیں کرتے ہیں یہ لوگ۔ سرکار کے پاس کیوں کہ میں نے یہ واقعہ جب ہوا تو میں ادھر کوئی میں نہیں تھا لیکن پاکستان میں ہی تھا۔ تو میں نے اس کو سوچل میڈیا پر دیکھا، میں نے اسی time اسکو بغیر کسی کے کہے ACS Home کو بھیجا۔ اس نے جدھر جدھر سے جن جن اداروں کے نام یہ لوگ لے رہے ہیں وہاں سے پتہ کیا، ابھی تک جہاں سے ہمیں reports آئی ہیں وہاں کسی ادارے کے یا اس کی کوئی خبر نہیں ہے۔ باقی وہ لاپتہ افراد کے حوالے سے، لاپتہ افراد کا مسئلہ آپ کو

پتہ ہے بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اور یہ مسئلہ تقریباً اس کے حوالے سے اس طرح ہے کہ سردار اختر مینگل صاحب ایک کمیشن کے ادھر چیئرمین ہیں۔ ادھروہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ اور اس دفعہ ہمارے ہائی کورٹ نے ایک فیصلہ دیا ہے کہ ایک کمیشن آپ لوگ صوبائی حکومت بنالیں، اُس کو چیئر کرے گا ہوم منٹر اور دو treasury سے ہوں اور دو opposition سے ہوں، اُس میں ملک صاحب بھی ہمارے ساتھ ہیں، زابد صاحب بھی ہمارے ساتھ ہیں، اور زمرک صاحب بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ تو ہم اُس پر بھی کام کر رہے ہیں۔ تو اُس کا time limit، یہ چیزیں TORs ہمیں ہائی کورٹ نے بھی دیئے ہیں۔ یہ ایک ایسا عکین مسئلہ ہے کہ یہ ایک ہوم منٹر کے بس میں نہیں ہے کیوں کہ یہ ایک بہت بڑا انتہائی مسئلہ ہے یہ تو اُس کو ہم اس کمیشن میں بیٹھے میں نے ادھر بھی ان دوستوں سے کہا کہ آپ لوگ، ہم، سب میدیا میں آتے ہیں جلوں میں آتے ہیں یا جدر جاتے ہیں، ہم لاپتہ افراد کے لیے آواز اٹھاتے ہیں۔ توجہ ہم اور آپ اسمبلی میں آواز اٹھاتے ہیں، آپ کی پارٹی کے بلکہ اہم نکات میں بھی یہ ہیں۔ آپ لوگ بھی ہم لوگ بھی سب، تو ابھی عدالت نے بھی ہمیں اختیار دیا ہے، سرکاری مشینری بھی سب بیٹھی ہوئی ہے ہمارے ساتھ ہیں تو ابھی یہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ ہم اس میں دلچسپی لیتے ہیں اور اگر اس میں کسی کی غلطی ہے اُس کو بھی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ تو اس میں میں سمجھتا ہوں کہ جس سطح پر، اگر ایک کمیشن بنتا ہے تو اُس میں اگر یہ ڈالا جاتا ہے، ہر سطح پر اس کی جتنی تحقیقات ہو سکے، ہر بندہ اپنی ذمہ داریاں ادا کرے۔ تو اس میں ابھی اسپیکر قومی اسمبلی کی سربراہی میں بھی ایک کمیٹی بنی ہے، جس میں بلوچستان کے تقریباً تمام MNAs اور اہم وزیر اور تمام اہم departments ہیں، اُس کے بھی TORs ہو رہے ہیں۔ تو اُس میں بھی اس کو ڈالا جائے گا۔ تو ہر سطح پر کوشش کی جا رہی ہے۔ اس طرح نہیں ہے کہ بالکل مسئلہ اپنے جگہ پر رکا ہوا ہے بازیابی بھی ہوتی ہے لوگ گھر بھی آجاتے ہیں تو یہ ایک اہم مسئلہ ہے سب اس پر لگے ہوئے ہیں۔ thank you sir

جناب قائم مقام اسپیکر: شرکر یہ وزیر داخلہ صاحب۔ قادرناک صاحب آپ بات کریں۔

ملک نصیر احمد شاہواني: اس حوالے سے میں ۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میرے خیال سے وزیر نے جواب دے دیا ہے اور کارروائی ابھی تک رہ رہی ہے ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہواني: بات یہ ہے کہ جتنے لوگوں کو اٹھایا جا رہا ہے، وزیر داخلہ صاحب صوبے کا سب سے ذمہ دار شخص ہے، اُس کو ہر چیز کا پتہ ہونا چاہیے۔ یہ تو record on ہے کہ ایک بندے کو اٹھایا گیا، ایک عورت اور اُس کے شوہر کو اٹھایا گیا۔ ابھی یہ کسی نبچے۔ اگر وزیر داخلہ صاحب کو معلوم نہیں ہے کسی ادارے کو معلوم نہیں ہے تو یہ ان کو کون لے جاتا ہے؟ یہ میں نکل گئی ان کو یہ آسان کی طرف چلا گئے۔ اگر کسی نے کوئی جرم بھی کیا ہے کسی نے کوئی غلطی بھی کی ہے اس

ملک کا قانون ہے آئین ہے دستور ہے، اس کی روشنی میں جناب اسپیکر صاحب! اس کو کسی ادارے میں بند کیا جائے اُس سے تنتیش کی جائے اُس کو سزا اور جزا کے عمل سے گزارا جائے۔ اس طرح تو نہیں ہے کہ کمیٹیاں بنی ہیں ہم لوگ بھی اُس کمیٹی کا حصہ ہیں سردار اختر مینگل بھی ایک کمیٹی کا سربراہ ہے، یہ اپنی جگہ پر درست ہے۔ لیکن اُس کے باوجود اٹھانا اور سلسلہ جاری رہنا اور اُس کے بعد کسی کا پتہ نہیں چلا تو میں یہی گزارش کرتا ہوں اپنے وزیر داخلہ صاحب سے کہ کم از کم آج اس ایوان میں اجلاس ہو رہا ہے، آپ next اجلاس پر اس کی report لے آئیں۔ ان کو اٹھایا تو گیا ہے کہ کس نے اٹھایا ہے؟ کم سے کم یہ رپورٹ next جو اجلاس ہو گا دو دن کے بعد اُس میں تو کم از کم ان کی روپرٹ آنی چاہیے کہ کون لے گئے ہیں ان کو؟

وزیر داخلہ و قائم امور و پیڈی ایم اے: جس طرح میں نے آپ کو کہا جناب اسپیکر! کہ میں نے پہلے دن ہی اس کی رپورٹ مانگی تھی۔ ابھی میں ایوان کے لیے جب آپ کا next session ہو گا، ACS کو کہہ دیں گے کہ پھر آپ لوگوں کے لیے رپورٹ منگولیں گے، میں آپ کو وہ رپورٹ دے دوں گا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شکریہ۔ جی قادر نائل صاحب!

جناب قادر علی نائل: بہت شکریہ، جناب اسپیکر! مختصری بات ہے۔ جس طرح آپ کو معلوم ہے کہ جو ملک کا ایک معاشی بحران ہے اور آئی ایم ایف کی جو تلوار لٹک رہی ہے سب کے سروں پر، پھر بلوجستان میں ایک مالی بحران آیا ہے جہاں ہمارے پاس میں ہیں یہ ان ملازمین کو تشوہاد دینے کے لیے، میٹرو پلیٹین کے ملازمین ابھی آپ کے سامنے آئے جن سے میں نے بات کی۔ تو منشہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں فناں کے کہ ہم جانتا چاہر ہے تھے کہ جو انکا visit تھا جو ملاقاتیں وفاقد میں ہوئی تھیں ان میں بلوجستان کے جو تحفظات تھے یا وفاق کا جو روایہ تھا جو ہمارے due shares تھے، چاہے وہ NFC کے حوالے سے ہو، PPL کے حوالے سے ہو، تو اس حوالے سے اگر تھوڑی سی ایوان کو آگاہی دیں تو مہربانی ہو گی شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی خلیل جارج صاحب مختصر بات کر لیں۔

جناب خلیل جارج بھٹو (پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور): جناب! مختصر بات تو میں ضرور کروں گا۔ لیکن یہ بلوجستان کی عوام کے بارے میں ہے۔ اور یہاں ہمارے فناں منشہ کی موجودگی میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی جو پچھلے تین، چار مہینے سے جو efforts تھیں، جو وہ تگ دوکر رہے تھے، بلوجستانی عوام کے لیے تاکہ انکا معاشی بحران کو ختم کیا جائے۔ آیا جناب اسپیکر صاحب! میرا بلوجستان اسمبلی کے تمام ممبرز سے سوال یہ ہے کہ فیڈرل میں پی ڈی ایم میں ہماری تمام جماعتیں موجود ہیں۔ حتیٰ کہ یہاں ہاؤس میں لوگ بیٹھے ہیں، لیے لی پارٹی سے لیکر دیگر پارٹیوں تک وہ

پی ڈی ایم اے اور وفاقی حکومت کا تو آیا جناب اسپیکر صاحب! ہم اتنے کمزور لوگ ہیں کہ ہم اپنے حقوق، جو ہمارا ایک آئینی اور قانونی اور عوام کا حق بتتا ہے۔ آخر ہم کیوں ایک بھکاریوں کی طرح، ایک فقیر کی طرح، ہم ان باتوں کو دیکھ رہے ہیں کہ ہمیں جی پیسے دیے جائیں حق دیا جائے۔ ہمارا حق بتتا ہے آئینی حق ہے اور بلوچستان صرف ایک صوبہ نہیں، رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ آیا ہم یہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کی negligency ہے کہ ہم اپنا حق نہیں لاسکتے؟ یہاں باتیں توسیع کرتے ہیں آخر ہم آپس میں ہی اتفاق کر کے فیڈرل سے دو ٹوک بات کریں کہ ہمارا جو NFC کا حق ہے، وہ ہمیں دیا جائے۔ resources ہمارے پاس ہیں، معدنیات ہمارے پاس ہیں، سمندر ہمارے پاس ہے، پورٹ ہمارے پاس ہے، ہی پیک کا major جو حصہ ہے وہ بلوچستان سے گزرنما ہیں۔ اور ہمارا یہ عالم ہے کہ ہم بھکاریوں کی طرح اپنے فنائس منستر صاحب کو دو، دو، تین، تین چکر لگوائتے ہیں کہ یہ کیا کیا ہے۔ لیکن میں اتنی اُن کی efforts سے مطمئن ہوں کہ وہ جس طرح بلوچستان کا مطالبہ لیکر گئے ہیں وہ کچھ نہ کچھ کریں گے۔ دوسرا میرا مطالبہ جناب اسپیکر صاحب! ہم اپنی عوام کے ساتھ ہیں بلوچستانی عوام نے جتنا suffer کیا یقیناً آج اُن کا حق بن رہا ہے میسر و پولیٹن کوئی لوکل گورنمنٹ کا ایک سب ادارہ ہے وہ ایک کار پوریشن ہے اور اُس کو ہر ممیتے تجوہ ایں نہیں ہیں، گریجوٹی نہیں، لوگ مر گئے ہیں۔

جناب اسپیکر صاحب! ہم تو اتحاد کر کر کے، کر کر کے اسپیکر صاحب! تنگ آگئے ہیں کہ آپ کی بھی روونگ سے اگر کسی کو فرق نہیں پڑتا تو پھر بلوچستانی عوام کا کیا حل ہوگا؟ ہم لوگوں کے جو MPAs ہیں، جو عوام کے نمائندے ہیں عوام میں جاتے ہیں ہم کس طرح survive کریں گے۔ آج Facebook کا دور ہے، آج WhatsApp کا دور ہے، جس کا دل چاہتا ہے اگر کسی کو دو روپے نہیں ملتے ہیں وہ WhatsApp پر ڈال دیتا ہے کہ جی ہمارے لیے تکچھ ہوا ہی نہیں۔ تو ان چیزوں کو روکنے کے لیے جناب اسپیکر! آپ ایک strong، خدارا یہ کمیٹیاں یہ کمیٹیں یہ بنانے سے کچھ نہیں ہوگا۔ آپ کو حکومت کے ہاتھ مضبوط کرنے پڑیں گے چاہے وہ اپوزیشن کی طرف سے یا حکومت کی طرف سے، ہمیں فنائس منستر کے ہاتھ مضبوط کرنے پڑیں گے۔ ان کو ہم آواز بن کر ہمیں اپنا حق لینا ہے۔ اور ابھی حق کے لیے ہمارے پاس وقت بہت کم ہے جناب اسپیکر صاحب! اس اجلاس میں آپ ضرور یہ روونگ دیں، کمیٹی بنائیں، اسی اجلاس میں یہ کمیٹی جائے اُن سے negotiation کریں۔ اور اسی اجلاس میں آکر رپورٹ دیں کہ کیا ہوا ہے۔ نمبر 2 جناب اسپیکر صاحب! ہم آئی ایف کی بات کرتے ہیں ہم بھلکی کی بات کرتے ہیں، ہم دیگر چیزوں کی بات کرتے ہیں۔ آپ بتائیں کہ ہم جس طرح کے غریب ملک کے باشندے ہیں، آج اس ملک میں 220 بھلکی use ہو رہی ہے۔ جبکہ جو معاشری strong لوگ ہیں، جو معاشری strong ملک ہیں آپ اُن کو دیکھیں وہ 110 بھلکی استعمال کر رہے ہیں۔

ہیں۔ آپ ایشیا ترکی میں چلے جائیں آپ یورپ اور امریکہ میں چلے جائیں 110 بھلی استعمال ہوتی ہے۔ کیا آج ہم اپنے ملک کے لیے یہ نہیں کر سکتے کہ ہم اپنے ملک میں 110 بھلی کا نفاذ کر دیں تاکہ 110 بھلی ہوتا کہ بھلی بجا سکیں۔ آئی ایف سب سے بڑا گورنمنٹ دھندا یہ یہی ہے جناب اسپیکر صاحب! وہ بھلی کے نزد بڑھاتا ہے۔ جب بھلی کے نزد بڑھیں گے تو عوام پر بوجھ بڑھے گا۔ جب عوام پر بوجھ ہو گا وہ بوجھ حکومتوں کو برداشت کرنا پڑے گا۔ جب وہ بوجھ حکومت تک آئے گا تو وہ بوجھ directly ایم پی اے، ایم این اے اور سینیٹر تک جائے گا۔ ہمارے ایک سینیٹر نے سینیٹ میں speech کی کہ وفاق ہمارا حصہ کیوں نہیں دے رہا؟ آج ہمیں ان چیزوں کی طرف سوچنا پڑے گا جناب اسپیکر صاحب! میٹھی میٹھی باتوں سے، یہاں بتیں کرنے سے عوام کو ہم مطمئن نہیں کر سکتے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ مسٹر خلیل جارج صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اقتصادی امور: لہذا میں آپ کا شکرگزار ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی زابد علی ریکی صاحب۔

جناب زابد علی ریکی: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کو یاد ہے کہ اس دن بھی انہی منстроں کے حوالے سے میں نے باقاعدہ بایکاٹ کر کے نکل گیا۔ جناب اسپیکر صاحب! واٹک یہاں سے تین سو، چار سو کلو میٹر ہے ہم یہاں آتے ہیں یہی question ہے کم از کم اپنے علاقے کے مسئلے مسائل اسمبلی میں منстро کو بتا دیں۔ منستر یہاں آتے نہیں ہیں جناب اسپیکر صاحب! kindly آپ منstroں کے خلاف لکھیں۔ ایک letter لکھیں کہ بھتی یہ منstroں کو پابند کریں۔ اگر آپ لوگ پابند نہیں ہوتے ہیں۔ آپ اگر جواب نہیں دے سکتے ہیں براہ مہربانی ہمارے ساتھ جواب بھی نہیں ہے آج اسمبلی میں۔ پھر ہم question بھی نہیں کریں گے اس کا پھر کیا فائدہ ہے؟ جناب اسپیکر صاحب! لاکھوں روپے اس اسمبلی میں سیشن میں سر جاتے ہیں اسی حوالے سے کم از کم ہر کوئی MPA ہر کوئی منستر آکر اسمبلی فورم میں اپنا جواب دیدیں مطمئن کر لیں بلوچستان کے عوام کو۔ کہ میں کیا کر رہا ہوں اس بلوچستان کے لیے۔ اس بلوچستان کے لیے میری سوچ اور میری فکر کیا ہے میں کیا کروں۔ کم از کم اس کو آگاہی کر دیتا ہے۔ دفتروں میں جاتے ہیں کچھ منstroں ہیں وہاں باقی کوئی نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب! بتیں تو بہت کرنے کے لیے۔ ابھی کیا کہیں یہ پرائی منستر شہزاد شریف آگیا۔ اس نے بڑے بڑے وعدے کئے پاکستان کی 22 کروڑ عوام کے سامنے کہ میں مہنگائی کو یہ کروں گا، پیڑوں یہ کروں گا، ڈیزل نیچے لے آؤں گا، آٹے کا یہ ہے، چینی آپ اندازہ لگا کیں جناب اسپیکر صاحب! یہ شہزاد شریف مجھے اسمبلی فورم میں میں اسکا آسر انہیں کر رہا ہوں جناب اسپیکر صاحب! وہ مجھے جواب دیدیں کہ آپ کے وعدے کہاں گئے؟ ابھی آپ کچھ دن آگے بھی دیکھیں یا نچ دس دن میں دیکھیں کہ یہ آئی ایم ایف کی جو شرط و شرائط پر ائم منستر

شہباز شریف نے منظور کیا ہے ابھی دیکھیں کہ یہ عوام کے اوپر ایک دھماکہ ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر صاحب! یہ کیا ہو رہا ہے پاکستان میں۔ خدارا بھتی اگر آپ سے کنٹرول نہیں ہو رہا ہے آپ مہربانی کر کے آپ پرائم منسٹری سے استعفی دے کر چلے جائیں۔ یہ عوام کو آپ ذلیل کر رہے ہیں۔ عوام کے ساتھ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ یہ بھتی عوام نے آپ کو نہیں لایا ہے کہ کرسی پر آپ بیٹھیں اور عوام کا سنتیاناں کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! جو حق کی باتیں ہیں حق کی باتیں کرنی ہیں جناب اسپیکر صاحب! چاہے جو بھی ہو جائے ملامت ہو جائے اُس کو ملامت کرنا ہے جناب اسپیکر صاحب! باقی بات رہ گئی ہے ہمارے ضیاء صاحب بالکل کمیشن میں آپ کے ساتھ ہیں آپ کم از کم ہوم منسٹر ہیں۔ یہ first جب کمیشن ہو گیا ہے جناب اسپیکر صاحب! ہم اُس میں بالکل جمعیت کی طرف سے میں تھا بی این پی سے ملک نصیر بھی تھا۔ اور ہمارے انجینئر زمرک صاحب بھی تھے۔ ابھی یہ تقریباً دو ہفتے سے زیادہ گزر گئے ہیں آپ مہربانی کریں یہ ایک کمیشن پہلے ہوا ہے ابھی تاریخ کھلیں کم از کم اس میں ہم لوگ بیٹھیں گئے میں نے آپ کو پہلے بھی کہا ضیاء صاحب ہم ہیں آپ ہیں مل کے بیٹھ کے جو مسئلے ہیں بلوچستان میں ہم اس پر بیٹھ کے اس پر دیکھیں گے کہ یہ وجہ کیا ہے۔ اس میں مسئلے کیا ہیں۔ یہ کیوں لا پتہ ہیں۔ ابھی آپ مہربانی کریں جو دو، تین ہفتے گزر گئے ہیں منسٹر صاحب آپ ہوم منسٹر ہیں آپ چیزیں ہیں ہمارا حق بتا ہے آپ کو بتا دیں آپ اس کو کم از کم کل پرسوں فوراً اس کمیشن کو انشاء اللہ date دیدیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی ضیاء صاحب۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و حیل خانہ جات: اس میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ زمرک صاحب بھی ادھر available نہیں ہیں، آپ کے علاوہ میرے خیال ہے کوئی ادھر نہیں تھا، سارے اسلام آباد میں تھے۔ تو اس وجہ سے میں بھی چاہتا ہوں جلد سے جلد ہو جائے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ زادِ علی ریکی صاحب،

جناب زادِ علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! یہ جلد از جلد ہو جائے کم از کم۔۔۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی مگھی شام لال، بس وزیر صاحب نے بول دیا ہے فلور پر کہ جلد سے جلد اس پر ہم میٹنگ بلا میں گے مگھی شام لال بات کر لیں پھر آپ۔۔۔

جناب مگھی شام لال لاسی: جناب اسپیکر صاحب دیراً یادِ درست آیا اچھا کہ میرا خیال آیا آپ کو۔

وزیر داخلہ و قائمی امور و حیل خانہ جات: آپ کمیشن کے معزز رکن ہیں، آپ کو جب بھی ضرورت محسوس ہو کہ آپ چاہتے ہیں کہ وہ اس کمیشن کا اجلاس ہو، آپ کمیشن کے سیکرٹری ہو، اُس کو آپ لکھ دیں کہ اس کا اجلاس بُلا لیں۔ تو آپ کی

بات پر بھی بلا لے گا۔

جناب ملکھی شام لال لای: ضیاء صاحب آپ کو بھی پیش رفت کرنی چاہیے، آپ کو تو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ یہاں جس حلقے سے لوگ اٹھائے جاتے ہیں وہ بھی آپ کو پتہ نہیں ہوتا تو آپ کم از کم یہ جو کمیٹی ہے اس کی صدارت بھی آپ کر رہے ہیں تو آپ کا بھی فرض بتتا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ مجرم ہی کرے۔ تو اس میں ذرا پیش رفت آپ کریں، آپ کی مہربانی ہو گی۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! ضلع سبیلہ میں جو آج کل ایک اندھہ بھی ہوئی ہے، ایک ما نیز ڈپارٹمنٹ میں تقریباً ساڑھے چار ہزار ایکڑ میں، ایک بھٹھہ کی کمپنی کو، سینٹ فیکٹری کو دی ہے۔ جس کا کوئی آتا پتہ نہیں ہے۔

جناب اسپیکر صاحب! ضلع سبیلہ، حب ایک لاوارث نہیں ہے۔ اس طرح یہاں بیٹھے بیٹھے راتوں رات ہزاروں ایکڑ اور جہاں ہمارے لوگ رہتے ہیں۔ اُن کی چراہ گاہیں ہیں، اُن کے سکواز ہیں۔ اُن کے گاؤں ہیں۔ یہ اندھیر غریب ہے۔ ایک چھوٹی سی فیکٹری کے لئے ہزاروں ایکڑ، آپ دیکھ لیں کہ اُس پورے ایریا کے وہاں لوگوں نے دھرنے لگا کر قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ بہر حال آپ سب کو پتہ ہونا چاہیے کہ وہ ایک مثال ہے، کہ مرسوں مرسوں، ایک کہتے ہیں کہ جب مرسوں مرسوں وہ کیا کہتے ہیں کہ اس طرح وہ ایک مثال ہے میں اُسمیں کہنا چاہتا ہوں کہ کسی صورت میں بھی ہم سبیلہ کی زمین پر ایک انج کا بھی قبضہ کرنے نہیں دیں گے۔ اس کے لئے چاہے کچھ بھی ہمیں کرنا پڑے۔ ایسے لای مرنے ہوئے نہیں ہیں، جس طرح یہ اندھیر مچا ہوا ہے۔ یہ ہمیں تو اس طرح ان لوگوں نے سمجھا ہوا ہے کہ بھیڑ بکریوں کی طرح ہماری ہزاروں ایکڑ میں ہے، اس طرح جیسے نہ ہمارے یہاں کے لوکل نمائندوں کو پتہ ہے۔ جو منتخب نمائندوں کو کچھ پتہ نہیں ہے۔ جب دیکھا تو صحیح اٹھ کے وہاں دھرنے لگ رہے ہوتے ہیں بہر حال یہ میں سی ایم صاحب سے اپیل کرتا ہوں کہ براہ مہربانی کسی صورت میں یہ اسکو کنسل کیا جائے۔ اور ہمارے لاسیوں کے حقوق پر ڈا کہ نہیں ڈالا جائے۔ آپ لوگوں کی مہربانی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ملکھی شام لعل۔

جناب قائم مقام اسپیکر: بی زمرک خان اچکزئی صاحب۔

جناب انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر خزانہ): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! ابھی اجلاس میں ثناء بلوچ صاحب سے لے کے ہمارے تمام معزز ارائیں نے فیدرل کے حوالے سے بات کی اور ہمارے جوانین ایف سی اور ہمارے جودو سرے بقایا جات تھے۔ جو ہمارا بحران تھا، اُسکے حوالے سے بات کی مہنگائی کے حوالے سے بات ہوئی۔ حقیقت میں مجھے بہت کم عرصہ ہوا ہے جو مجھے یہ portfolio ملی ہے فناں کا تقریباً ڈیڈھ سے دو مہینے ہو گئے۔ وزیر اعلیٰ قدوس بزخوصاحب کی ہدایت پر ہم نے اسلام آباد کی دورے کئے۔ مختلف ادوار میں ہم نے کوشش یہی کی کہ بلوچستان کے جو مالی بحران

جو ہمیں درپیش ہیں اس وقت، ہم اُس کو حل کر سکیں۔ permanent بنیادوں پر تو ہم حل ہی نہیں کر سکتیں ہیں۔ عارضی بنیادوں پر ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس بحران سے صوبے کو نکالا جائے۔ بجلی، گیس، ریکوڈک، سیندک، کوٹل اپریا جو ہمارے گواردرٹک ہے جیونی تک ہے، یہ ان سب پر باتیں ہوئیں۔ میں آپ کو حقیقت بتاؤں دو ہفتے سے میں نے اسلام آباد میں مختلف meetings کی، پلانگ کمیشن کے ساتھ، فناں کے ساتھ، اسمبلی ہمارے ساتھ چیئرمین میں بینٹ کا اگر میں ذکر نہ کروں صادق سخنرانی صاحب نے جو ہمارے ساتھ اُس میں مدکی اور انہوں نے ہمیں اسحاق ڈار سے ٹائم لیکر اُس میٹنگ میں وہ خود بھی موجود تھے۔ ہمارے ایکٹنگ گورنر صاحب بھی موجود تھے۔ یہاں تک میں آپ کو بتادوں کہ چیف منسٹر قدوس بزنجو صاحب نے خود اتنا دل برداشتہ ہو کر کے مجھے یہ کہا کہ جی اگر یہاں ہمیں بحران سے نہیں نکلا جاتا ہے۔ تو پھر ہم اس اسمبلی میں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس اسمبلی کو dissolve کر دیتے ہیں۔ پنجاب ہو گیا، پختونخوا ہو گیا، تو بلوچستان اسمبلی کو بھی ختم کر دیتے ہی۔ یہی میتھ میں نے آگے بھی وفاق کو بخدا دیا۔ وفاقی وزیر فناں، اسحاق ڈار کو میں یہی کہا، بیٹھے ہوئے تھے۔ چیئرمین صاحب بھی بیٹھا ہوا تھا۔ میں کہا کہ اگر ہمارا اپنا حصہ ہمیں نہیں ملتا ہے۔ ہمارا جو protected amounts ہیں، جو این ایف سی کے حوالے سے یا ہمارے جو بقايا جات ہیں وہ اگر نہیں ملتے ہیں تو ہم تنخوا ہیں بھی نہیں دے سکتے ہیں۔ تو ہمارا میٹھنا ضمول ہے اس اسمبلی میں۔ صحیح ہے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پورا پاکستان آج مالی بحران سے گزر رہا ہے۔

جناب اسپیکر صاحب! حالات تو یہ ہیں کہ جب ہم نے اُن سے ملاقاتیں کیں، میں مختصر آیہ بتادوں کہ ہمارے 2021-22 کے جو ہمارے این ایف سی کے پندرہ ارب روپے بقايا تھا نکے پیچھے، انہوں نے کہا، تو میں اُن کو تھوڑی سی تفصیل مختصر اُدے دوں۔ پندرہ ارب روپے اکیس بائیس کے ہمارے وفاقی حکومت کے مد میں اُن کے پیچھے آیا تھا۔ انہوں نے ہمیں اکتیس جنوری کو دس ارب روپے ریلیز کر کے دیئے۔ پھر میں وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اُن کو کہا کہ ہمارے این ایف سی میں جو آپ نے کٹ لگایا ہوا ہے۔ این ایف سی میں ہمارے ہر مہینے میں دو قطع اگر آتے ہیں۔ اگر ہمارے پندرہ ارب روپے بنتے ہیں۔ تو آپ لوگ دس ارب بھیجتے ہیں۔ اگر دس ارب بنتے ہیں تو آپ آٹھ ارب بھجواتے ہیں۔ تو پہلے ہمارے وہ بقايا جات آپ پورے کر کے دے دیں۔ جناب اسپیکر صاحب! کہ ہمارے وہ جو تنخوا ہوں اور پیش کے جو حالات ہیں اُسکو کم از کم حل کر سکیں پھر انہوں نے اگلے دن وہ بھی ہمیں بھیج دیئے۔ لیکن میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ بلوچستان کی حالت یہی ہے کہ اگر اس مہینے میں بھی وہ پیسے صحیح طریقے سے نہیں ملتے ہماری قسطیں، ہمارے ڈیولپمنٹ سیکٹر ہماری پی ایم ڈی پی متاثر ہو رہی ہے۔ اور ابھی بھی ہمارے جتنے ایم پی ایز ہیں، میں کوشش کرتا ہوں کہ، چاہے وہ اپوزیشن میں ہیں۔ تو اپوزیشن تو ہے ہی نہیں۔ لیکن ایک اپوزیشن کا نام ہے جو ہماری گورنمنٹ کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے۔ سی ایم کے ساتھ

انہوں نے support کی ہوئی ہے۔ ہمیں، میں کوشش کرتا ہوں کہ کسی کوشکایت نہ ملے۔ کیوں کہ ہم سب کو برابر حق کا حاصل ہے۔ چاہے وہ منسٹر ہو چاہے وہ ایم اپی اے ہو۔ جتنا فنڈ زایک منسٹر کوں رہا ہے۔ یا منسٹر کے ایریا میں جو خرچ ہو رہا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ منسٹر کوں رہا ہے یا ایم اپی اے کوں رہا ہے۔ ہر علاقے میں ہم اُسکو برابری کی بُجیاد پروہ فنڈ زوہاں خرچ کر کے دے دیں۔ لیکن پورے ملک کے حالات خراب ہیں۔ ہم اتنے مقرض ہیں کہ اگر وہ جو ہم آپ کے اُس کے اندر کی کہانی آپ کو بتا دیں۔

جناب اسپیکر صاحب! فناں منسٹر صاحب یہ کہہ رہا ہے۔ کہ جی ہمارے آئی ایف کے ساتھ مذاکرات شروع ہیں۔ میں نے کہا کہ جب آئی ایف کے ساتھ مذاکرات کر رہے ہو تو کیا اُس میں صوبے کی نمائندگی ہے یا نہیں؟ یہ ہم کر لیں گے۔ کسی کو نہ ماریں۔ اب نہ پی اینڈ ڈی منسٹر کو بلا یا گیا ہے۔ آئی ایف کے ساتھ نہ ہمارے فناں کو بلایا گیا ہے۔ حالانکہ فناں تو بہت ضروری ہے۔ چلیں ہمارے اگر منسٹر کو نہیں بلا تے ہیں جو ہمارے بیورو کریمی کے سیکرٹری کو تو ہونا چاہے۔ کہ جی بلوچستان کے حالات کے مطابق کیا کیا ہمیں قدم اٹھانا چاہیے۔ کیوں نہیں بلا تے ہیں؟ دوسرے صوبے بیٹھے ہوتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہماری جو قومی اسمبلی میں ہماری جو تعداد ہے، وہ اتنی کم ہے کہ ہم کوئی resolution پا س نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم کوئی قرارداد بھی نہیں سکتے ہیں۔ اگر جس اسمبلی میں وہاں کی سیٹیں زیادہ ہوں، وہ ایک آواز ہو جاتی ہے۔ تو میں دیکھتا ہوں۔ کہ اُس صوبے کا حق کیسے نہیں دے سکتے ہیں۔ سندھ اپنا حق لے جا رہا ہے۔ پختونخوا اپنا حق لے جا رہا ہے۔ پنجاب تو تقسیم ہی کرنے والا ہے۔ تو بلوچستان کو اس طرح کیوں رکھتے ہیں۔ یہی مسئلہ ہے کہ ہم اُن سے یہی کہتے ہیں کہ بلوچستان میں کون سی چیز نہیں ہے۔ گیس یہاں سے نکل رہی ہے، ہماری پوری منزل یہاں سے نکل رہی ہیں۔ آپ کارکیوڈ ک، سونا، کاپر، یہاں سے نکل رہا ہے۔ آپ پورے پاکستان کو بلوچستان سے چلاتے ہو، اور پھر بلوچستان کے حقوق پر سودا بازی بھی کرتے ہو۔ اور پھر ہمارا حق ہمیں نہیں دیتے ہو۔ اس پر ہم نے بہت باتیں کی۔ اس پر ہم نے یہ بھی کہا کہ دیکھیں اگر آپ پی پی ایل کے پیچھے ہمارے پچاس ارب روپے بقا یا ہیں۔ ابھی 2016ء سے ہما ری agreement نہیں ہوئی ہے۔ تو agreement میں اگر بلوچستان حکومت کی کوئی غفلت ہے؟ تو کوئی غفلت نہیں ہے۔ ہم اپنے حق کیلئے ہم وہ شرائط ڈالے ہیں کہ جی وہ ہمیں پورے کر کے دیئے جائیں۔ ہم نے یہی کہا کہ ابھی بھی آپ جاہیں سوئی میں کیا حالت ہے۔ لوگوں کو کس طرح گیس مل رہی ہے۔ آپ سوئی کا مسئلہ حل نہیں کئے۔ میرے کوئی میں پانچ پانچ، پندرہ کلو میٹر پر جو ڈسٹرکٹس ہیں ان کو گیس نہیں مل رہی ہے۔ اور پورے پنجاب، سندھ اور KPK تک آپ نے گیس سپلائی دی اور پورے پورے کارخانوں کو اُن سے چلاتے ہیں۔ اور پھر ہمارے بقا یا جات ہمیں نہیں دیتے ہیں۔ ٹھیک ہے، ہم کبھی کبھی جذباتی بات کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! جذباتی بات یہی ہے کہ ہماری اگر یہ کا بنیز یہاں

اسمبلی کے نمبر زا کھٹے ہو جائیں۔ تو 2016ء سے آپ کس بُنیاد پر، جب agreement sign نہیں ہوتا ہے آپ کس ایگرینٹ کے تحت بلوچستان سے گیس کی سپلائی لیتے ہو۔ تو پھر تو غلط ہے۔ جب agreement ہوگا، آپ سپلائی شروع کر لیں، ہمیں پیسے دے دیں۔ لیکن ہمیں پیسے بھی نہیں دیتے ہوا اور گیس بھی لے جاتے ہو۔ اس بُنیاد پر بھی میں ان کو دن کا ثانیم دیا۔ تو انہوں نے مجھ سے دس دن مانگئے کہ جی ہمیں دس دن دے دیں۔ ہم آپ کے پی پی ایل کے بقا یا جات بھی دے دینگے۔ لیکن آج تک اُس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے بلوچستان میں جو بھی subsidy دے رہا ہے۔ چاہے وہ گیس پر دینا چاہیے صرف بجلی پر نہیں دینا چاہیے۔ آپ کے گیس کے بل کتنے آتے ہیں میں آپ سے پوچھتا ہوں؟ آپ کے گھر کا بل کتنا آتا ہے۔ پچاس ہزار سے اوپر ہوگا۔ آپ کا بجلی کا بل کتنا آتا ہے، پچاس، ساٹھ ہزار سے اوپر ہوگا۔ جب ہم لوگ اس کو دیکھتے ہیں کہ ایک غریب آدمی کا کیا حال ہوگا۔ وہ غریب آدمی کس طرح اُس کو pay کرے گا۔ یہ جو چیس، چیس ہزار روپے پر جو، ان کو تھوا ہیں ملتی ہیں نوکری کرتے ہیں۔ کیا وہ بجلی کا بل ادا کریگا کیا وہ گیس کا وہ آٹا کی 15 ہزار روپے میں بوری لے گا؟ کیا وہ دال لے سکتا ہے؟ وہ دال تک بھی نہیں لے سکتے ہیں آج کل یہ حالت ہے۔ ہم نے اپنے آپ کو اتنا مقرض بنایا ہوا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ ہم اس سے کیسے جان چھڑائیں گے۔ یہ تو روز بروز بڑھ رہا ہے۔ IMF ان سے کہہ رہا ہے کہ جی آپ اوپر کر لیں۔ اور ہمارا جتنا بھی profit آتا ہے اس ملک میں۔ پورے ملک پاکستان میں جتنا بھی profit بجلی سے آتا ہے۔ گیس سے آتا ہے پڑول اور ڈیزل سے آتا ہے، یہ سارا آئی ایم ایف کے اکاؤنٹ میں جمع ہوتا ہے۔ اور جو کچھ بچتا ہے وہ کرپشن کی نذر ہو جاتا ہے۔ اس طرح کے حالات تو ملک نہیں بچاسکتے ہیں۔ بلوچستان کیا بچے گا پورا پاکستان default ہو رہا ہے آج کل پاکستان کی حالت کیا ہے۔ یہ ہم سنبھال سکتے ہیں۔ کوئی بھی جب حکومت آتی ہے بڑی پارٹی کی وہ جب چلی جاتی ہے عمران خان صاحب چلے گئے تو امام آ گیانواز شریف اور شہباز شریف صاحب پر۔ کل شہباز شریف صاحب جب جائیں گے دوسرا حکومت آئیں وہ وزیر اعظم کہے گا یہ بقایا جات تو شہباز شریف صاحب کے ہیں۔ ہم کب تک ایک دوسرے پر اس طرح کے الزامات لگاتے رہیں گے؟ بھائی مل بیٹھ کر اس ملک کا مسئلہ حل کر دو۔ ہر ایک بچہ مقرض ہے اور ایسا مقرض نہیں، ہر ایک پر لاکھوں روپے کا قرضہ ہے۔ اور سود پر یہ ملک چل رہا ہے اس سود سے وہ ملک کیسے بچے گا آج آپ نے دیکھا ہے کہ آپ کے علاقے میں آپ موئی خیل، لورالائی، سنجاوی اور قلعہ عبداللہ کو لے لیں۔ یہاں سود جو payments ہیں، جب وہ ستم چالا لوگوں نے اپنی جائیدادیں بیچ دیئے۔ لوگوں نے اپنی بیویوں کے زیورات بیچ کر اپنے آپ کو بچایا۔ اس طرح سود نا سور ہے اس ملک کے لیے۔ جب تک یہ ملک IMF سے اس world bank کے قرضوں سے اپنے آپ کو نہیں بجا سکے گا۔ سلسلہ چلتا رہے گا اور ہم تباہی کی طرف جاتے رہیں گے۔ اور میں اس دوران یہ بات کروں گا

کہ کم از کم بلوچستان کے حقوق ہیں، ان پر بھی بھی سودے بازی نہیں کریں گے۔ میں ابھی بھی کہتا ہے ہوں OGDCL اور PPL والوں کو ہمارے بقایا جات دیو۔ نہیں تو میں چیف منسٹر صاحب یہ خود آپ نے ان کی پریس کانفرنس سنی۔ عبدالقدوس بنجوا صاحب۔ وہ یہی چاہتا ہے کہ بلوچستان کے عوام کے مسائل ترجیحی بنیادوں پر حل ہوں ہمارے ساتھ مرکز سے cooperation نہیں ہو رہا ہے تو ہم کیا کریں گے میں ابھی بھی یہ گزارش نہیں اپنے دستوں سے یہ مطالبہ کروں گا کہ جب ہمارے بقایا جات کوئی نہیں دیں گے تو تب ہم وہ چیز بھی اُن کو نہیں دیں گے تو میں دیکھتا ہوں کہ کس طرح ہمارے بقایا جات یہاں نہیں پہنچ سکتے ہیں OGDCL کہتا ہے ہم اپنے پیسے ریکوڈ ک میں ہم نے لگادیئے۔ آپ ریکوڈ ک سے profit لے رہے ہیں۔ اور ہمارے پیسوں کی بنیاد پر۔ ہمارے پیسے وہاں invest کر رہے ہیں۔ تو ہمیں اپنا قرضہ کیوں نہیں دے رہے ہیں۔ ایسے جوڈیشل انکوائری کا میں نے کہا۔ میں ابھی بھی سی ایم صاحب سے کہتا ہوں کہ مجھے 200 لیویز والے دے دیں۔ میں سپلائی کو بند کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ میرے 50 ارب روپے یہاں نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اگر دو دن میں نہیں پہنچا میں ذمہ دار ہوں اور ہماری پی ایس ڈی پی اور ہمارے جو developments side ہیں وہ شروع ہو جائیں گا اور نہ یہ متاثر ہو گے میں ابھی بھی کہہ رہا ہوں کم از کم تھوڑا سا مجھے فناں کا بھی پتہ ہے کہ کس طرح ہم نے۔ ابھی آپ نے دیکھا کہ ہماری لوکل گورنمنٹ کے دوست یہاں بیٹھے ہوئے تھے 15 ہزار روپے اُن کی تخریج ہیں اُن کو 15 ہزار نہیں مل رہے ہیں ہمارے لیے تو یہ شرم کی بات ہے۔ کہ ہم کسی مزدور کو کسی غریب کو اُن کو 15 ہزار تخریج ٹائم پرنا دیں۔ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک یہاں پیسے ہوں گے میں ان لوگوں کے کم از کم فناں سے اُن کی تخریج ہوں گے اور کم از کم اپنے دوستوں سے یہ بھی اپیل کروں گا کہ ہمارے پر الجیلکس یا ہمارے جو developments side ہیں اُس کے لیے ہمیں اکٹھے ہو کر اسلام آباد جانا ہو گا۔ اگر ہمارے یہ جو بقایا جات نہیں ملتے ہیں اور اس شرط پر کہ اگر اُن کے پاس کوئی ایسی solid کوئی بات ہے تو فناں کو بٹھائیں۔ ہمیں کیوں نہیں بٹھاتے ہیں ہمیں آئی ایف کے ساتھ کیوں نہیں بٹھاتے ہیں ہمیں world bank کے ساتھ کیوں نہیں بٹھاتے ہیں؟ ہمیں ایشین پینک کے ساتھ کیوں نہیں بٹھاتے ہیں؟ ہمیں پتہ ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے پنجاب حکومت اپنا agreement اپنا لوں direct لے سکتی ہے تو کیا بلوچستان حکومت نہیں لے سکتی ہے؟ میں اپنے آپ کو کم از کم آئی ایم ایف کے ساتھ نہیں world bank کے ساتھ تو میں direct اپنا commitments کر سکتا ہوں اپنا agreement کر سکتا ہوں کہ جو لوں جو donors countries جو سیالاب کی مدد میں پیسے آئے آپ کو پتہ ہے کہ کتنے ملے۔ ایک روپے بھی ہمیں نہیں ملا ہے۔ کدھر خرچ ہوا ہے ہمیں اتنا تک بھی نہیں بتاتے ہیں کہ آپ کو سعودی یہ نے کتنا دیا۔ آپ کو ترکیہ نے کتنا دیا۔ آپ کو جمنی نے کتنا دیے۔ millions millions donors انہوں نے آپ

کو دیا ہے فیڈرل کو دیا ہے۔ میں نے جرمی Ambassador سے بات کی میں نے کہا جب بھی آپ نے مدد کرنی ہے میں یہ نہیں کہتا ہوں میں ایک مضبوط پاکستان چاہتا ہوں لیکن وہ کم از کم وہ مضبوط بلوچستان ہو گا تو تب مضبوط پاکستان بنے گا جب اکائیاں مضبوط ہوں گی تو تب پاکستان مضبوط ہو گا۔ ہمارے ساحل و ساحل پر جب تک اختیار نہیں ملے گا تو نہیں ہو سکتا ہے فیڈریشن مضبوط۔ ہم نے صوبوں کو مضبوط کر کے فیڈریشن کو مضبوط کر سکتے ہیں ہمارے گواہ میں کیا ہو سکتا ہے ہمیں پہنچ نہیں ہے۔ ہمارے ریکوڈ میں۔۔۔ میں اتنا کہیں دوں کہ ریکوڈ ک پر جو ہوا ہے میں کم از کم اتنا کہہ سکتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نے جو کیا ہے عبدالقدوس بن جو صاحب نے اس میں ہم سب بیٹھے ہوئے تھے چاہے وہ opposition ٹھی چاہے وہ governments ٹھی کم از کم ان کو پڑھنا چاہیے کہ وہ کون agreement ہوا ہے ان کے ساتھ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ agreement یہاں تک کچھ بہتر ہوا ہے جو پچھلے حکومتوں کے مقابلے میں ابھی کوئی ایک ریکوڈ کا اگر صحیح ہوا ہے تو اس کو study کر کے اگر اس میں پھر بھی غلطیاں ہیں۔ اس میں پھر بھی کوئی کمی بیشی ہے تو ہم اور cabinet بیٹھ کر اس کو پھر بھی change کر سکتا ہے کوئی ایسا خدا نخواستہ قرآن شریف کا لفظ نہیں ہے کہ ہم اس کو change نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ ہر وقت آپ ایکٹ بھی change کر سکتے ہیں آپ agreement بھی change کر سکتے ہیں۔ اگر وہ صوبے کی عوام کی بہتری کے لیے نا ہوا گروہ ہماری یہاں اسمبلی کی بہتری کے لیے نا ہو ہم اس کو کر سکتے ہیں تو اس میں، میں آپ کو اتنا کہہ دوں کہ ہم نے ابھی تک اتنا قرض یا کہ انشاء اللہ ہماری یہ مہینہ بھی صحیح چلے گا۔ اور میں یہ بھی کہہ دوں کہ فیڈرل حکومت نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے کہ ہم آپ کے بقایا جات بھی دیں گے۔ اور ان کو میں نے یہ بھی کہا کہ این ایف سی کے حوالے سے ہمارا جواہار ویس ترمیم کے تحت ہمیں جو اختیارات حاصل ہے اور ہمارا حصہ جو ہوتا ہے۔ جناب اپنے صاحب! تین صوبوں میں آپ کٹ لگ سکتے ہو، آپ کی بیشی کر سکتے ہیں۔ واحد بلوچستان صوبہ کو اٹھارویں ترمیم میں یہ ان حقوق دیا گیا ہے کہ ان کے حصے کو آپ نہ کٹ سکتے ہیں نہ کم کر سکتے ہیں۔ وہ protected amount کے ساتھ بھی کٹ لگاتے ہیں میں یہ لوگ کٹ لگاتے ہیں میں نے کہا یہ کٹ لگ ہی نہیں سکتا۔ یہ آئینی طور پر نہیں لگ سکتا ہے۔ ہمیں یہ پہنچ ہونا چاہیے کہ ہم آئین کے تحت اپنا مطالبه اپنا حق مانگتے ہیں۔ اور اس حق کے لئے ہمیں جدھر تک بھی جانا ہو گا ہم جاسکتے ہیں اور اس بنیاد پر میں آخر میں یہ کہوں گا اپنے تمام یہاں پر بہن، بھائیوں سے ہمارے جو محض زار اکیں ہیں کہ انشاء اللہ بلوچستان اتنا کمزور نہیں ہے۔ نا ہو بلوچستان میں رہنے والے پشتون، بلوج، ہزارہ، سیلولر اتنے کمزور ہیں کہ وہ اپنے حق نہیں لے سکتے ہیں اور یہی محرومیاں ہمیشہ رہتی ہیں۔ اور اس محرومیوں کو دور کرنے کے لیے وفاق سے یہی مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ بلوچستان کو focus کر لیں بلوچستان strategical کے حوالے سے ایک اہمیت رکھتا ہے یہاں ہمارے پارڈریز ہیں ہمارے یہاں پر ہشمندی ہیں۔ وہ شنگرد

یہی سے اتنے حالات خراب ہوئے ہیں کہ پھر جو آپ نے دیکھا کہ مجھے جو ہمارے بچے اور عورتیں جل گئیں۔ میں خود وہاں پر جن کے ڈی این اے ٹیسٹ کے ذریعے ان کی شناخت ہوئی۔ اب پشتو نحو اصوبے میں 100 لوگوں کو ایک ہی جگہ پتہ نہیں کس چیز کے تحت ان کو شہید کیا گیا۔ کوشا خود کش تھا کس طریقے سے ہوا۔ یہ منظم ہو رہے ہیں اس سے ہمارے بچوں کو خطرہ ہیں ہمارے مستقبل کو خطرہ ہیں، ہم نے اپنے مستقبل کو بچانا ہے۔ ہم نے اپنے صوبے کو پر امن بنانا ہے تب یہ تعلیم ہو گا تب جو آپ کو صاف پانی ملیگا تب آپ کو روڈ ملے گا اگر آپ کا صوبہ درہ در ہو آپ کے دہشت گردی ہو آپ کا امن و امان نہیں ہو تو آپ کیسے زندگی گزار سکتے ہیں، ہم تو اپنے بچوں کو باہر بھی نہیں نکال سکیں گے۔ اس کے لیے حکومت کو کم از کم ترجیحی بنیادوں پر اکھٹا ہونا چاہیے، امن کے لیے کردار ادا کرنا چاہیے۔ دشمنوں کا خاتمہ ہو۔ تحریک کاری کا خاتمہ ہو یہاں پر اکھٹے ہو کر ہم بلوچستان کا حقوق لینے کے لیے مشکل کام نہیں ہے انشاء اللہ ہم لے بھی سکتے ہیں۔ اور لے کر دکھائیں گے بھی۔

thank you

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ زمرک خان اچنڈی صاحب آپ نے جو ہیں۔ تفصیلی حالات اور واقعات بیان کیے۔ اور آئندہ کے لیے آپ یہی ایم کے ساتھ یہ جو Chair ہے اس پر بیٹھا کریں سیکرٹری صاحب! زمرک خان کے نام پر allot کر دیں۔ میڈم بشری رند صاحبہ اپنی تعزیتی قرارداد پیش کریں۔

محترمہ بشری بی بی رند (مشیر برائے ایس اینڈ جی اے ڈی): شکریہ جناب اسپیکر۔ ہرگاہ کہ مورخہ 6 فروری 2023ء کو جنوبی ترکیہ اور شمال مغربی شام میں ہولناک زلزلہ آیا جس کے نتیجے میں ہزاروں افراد شہید اور ہزاروں افراد زخمی ہوئے ہیں، جبکہ کئی علاقوں صفحہ ہستی سے ہی مت گئے ہیں۔ جس پر بلوچستان کے عوام اُن قیمتی انسانی جانوں کے ضیاع پر بے حد رنجیدہ ہیں۔ لہذا یہ ایوان ترکیہ اور شام کی حکومتوں سے اور غمزدہ خاندانوں سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ پوری قوم اس المناک قدرتی آفت میں اپنے برادر ملک ترکیہ اور شام کے عوام کے ساتھ غم کی اس گھڑی میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ زلزلہ میں جاں بحق ہونے والے افراد کے درجات بلند ہوں اور لا حقین کو صبر و حمیل اور زخمیوں کو جلد صحت یابی عطا فرمائے (آمین)

جناب قائم مقام اسپیکر: تعزیتی قرارداد پیش ہوئی۔ admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

مشیر برائے ایس اینڈ جی اے ڈی: جناب اسپیکر! میرا خیال ہے کہ 6 فروری بہت ہی تکلیف دہ دن تھا۔ نہ صرف ترکیہ کے لئے، شام کیلئے، بلکہ پوری امت مسلمہ کیلئے جتنے بھی مسلمان ممالک تھے، جہاں جہاں مسلمان بنتے ہیں۔ جس بھی ملکوں میں بنتے ہیں، ان کے لئے بہت ہی تکلیف دہ دن تھا۔ غم کا منظر تھا وہ جو میرا خیال ہے آنکھوں سے آنسو نہیں رُک رہے تھے اُن معصوم بچوں کو اس حالت میں دیکھ کر، ان یہ بُن عورتوں کو دیکھ کر اور بھی تک میرے خیال ہے ریسکو پوسٹم

جاری ہے۔ اور ریسکو یو سے اُن لوگوں کو نکالا جا رہا ہے۔ اور پاکستان بھی اپنا کردار بھر پورا دا کر رہا ہے، جس میں فوج بھی وہاں پہنچ گئی ہے۔ اور ہماری پی ڈی ایم اے اور پی ڈی ایم اے کے جو بھی لوگ ہیں وہ وہاں کردار اپنا دا کریں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں مزید fundings کی بھی ضرورت ہیں اور دن کی تجوہ بھی deduct کر کے ترکی صحیبے کا اعلان کیا سب کی ایک ایک ماہ کی سیلری اور کچھ بیور و کریٹس کی شاید دس دن کی تجوہ بھی ہے۔ جیسے سی ایم صاحب نے ہم سب کی ایک ایک ماہ کی سیلری اور کچھ بیور و کریٹس کی شاید دس دن کی تجوہ بھی deduct کر کے ترکی صحیبے کا اعلان کیا ہے۔ میرے خیال ہے ہم اسے welcome کرتے ہیں بہت اچھا خوش آئندوہ ہے۔ لیکن اس میں میں یہ کہتی ہوں کہ ہم سب کو مزید چاہیے کہ جتنا بھی ہو سکے ہم اپنے مسلم برادر ملک، میرا خیال ہے سب سے close اور سب سے اچھے relations ہمارے ترکی سے ہیں، اور شام سے بھی ہیں ہمارے ویسے ہی ہمدردیاں ہیں۔ تو اس وجہ سے میں یہ قرارداد پیش کرنا چاہ رہی تھی۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی زمرک صاحب۔

اجینسٹ زمرک خان اچنی (وزیر نژادہ): جناب اسپیکر صاحب! شروع میں اگر حقیقت میں میں نے اس پر کہنا تھا، ایک تو یہ جو زنزلہ ہوا ہے، ایک قدر رتی آفت ہے، حقیقت میں ہماری طرف بھی اس طرح کے زلزلے آئے ہیں۔ ہمارے جو زیارت میں سینکڑوں جانیں ضائع ہوئی ہیں، اسیں شہید ہوئے ہیں لوگ۔ اس میں ہزار سے زیادہ لوگ شہید ہوئے ہیں، جو کہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے اُنکے ساتھ مد بھی کرنی چاہیے اور اُن کے لئے دعائے مغفرت بھی کرنی چاہیے۔ اور شروع میں میں نے یہ کہنا تھا کہ ہمارے جو دھنگردی ہیں اور ہمارے جو بس میں لوگ شہید ہوئے تھے اُن کے لئے بھی دعا کرنی تھی۔ تو اُس کیلئے بھی دعا کر لیں اگر اس تعزیتی ریفسن کے حوالے سے دوبارہ اُنکے لئے دعا کر لیں یہ سب جتنے شہید ہوئے ہیں ہمارے جس مد میں، جس جس حداثے میں اُن کے لئے ہونی چاہیے اور میں ان کی حمایت کرتا ہوں اور سب کو یہ تعزیتی قرارداد متفقہ طور پر اسکو پاس کریں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: مولوی صاحب دعائے مغفرت کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب قائم مقام اسپیکر: قرارداد پر کوئی بات کرنا چاہے گا؟ جی خلیل جارج صاحب۔

جناب خلیل جارج بھٹو (پارلیمانی سکریٹری برائے اقلیتی امور): شکریہ جناب اسپیکر صاحب یقیناً یہ قرارداد ہمارے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اور شام اور ترکی میں چھ فروری کو جس طرح زلزلے نے ہزاروں جانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ بڑے دکھ کے ساتھ کہ یہ بھی گلو بلازیشن جوانوں رونمنٹ تبدیل ہوا ہے اسی کی بدولت ہے جس طرح اُس میں پاکستان میں بلوچستان اور سندھ سیلا ب کی نذر ہوا اور یہی وجہ تھی کہ آج دنیا، میں جناب اسپیکر صاحب! ترکی کی عوام کے

ساتھ اظہار تکمیلی کرتا ہوں۔ اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس مشکل میں اُنکے ساتھ ہو۔ اور جو جانیں ضائع ہوئی ہیں، ان کو صبر و حمیل عطا کرے۔ اور جو اس وقت بھی ملبے کے نیچے ہیں اور مجرماتی طور جو ہم دیکھ رہے ہیں کہ نیچے زندہ نکل رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ یہ کرے کہ جو لوگ ملبے کے نیچے ہیں وہ بھی زندہ ہوں۔ جناب اسپیکر میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اپنے پاکستانی اُس بھائی کے لئے جس نے 8 ارب روپے کی امداد ترکیہ کے لوگوں کے لئے بھجوائی۔ اور اس طرح جس طرح ترکی نے ہمیشہ پاکستان کے ساتھ ایک بھائیوں والا رشتہ رکھا۔ ایک سمندر سے گھر ارشتہ ہمارے ساتھ رکھا۔ اور جب بھی پاکستان پر کوئی آفت آئی ترکیہ سب سے پہلے شانہ بشانہ ہمارے ساتھ کھڑا ہوا۔ آج ہم سب بھی نہ صرف بلوچستان بلکہ پاکستان میں بھی جس طرح اس جذبے کا اظہار کیا۔ اور جس طرح پاکستانی نژاد جو فاران آفیزز کے نمائندگان ہیں، وہ جا رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! میری اس ہاؤس سے گزارش ہے کہ ہم بلوچستان کی سطح پر جس طرح میر عبدالقدوس بننجو کی ہدایت پر ہماری میڈیا بکل ٹیم جا رہی ہے، ہماری پی ڈی ایم اے کے لوگ جا رہے ہیں، ایک بہت اچھا جذبہ ہے۔ اور جس طرح پاکستانی لوگ جو صاحب حیثیت ہیں۔ جن کو خدا نے برکت دی ہوئی ہے، معاشر طور پر مضبوط ہیں، ان کو آج اپنے ملک کی طرف سے ترکیہ کے لوگوں کے ساتھ اسی طرح دل کھول کر چلنا چاہیے اور اس دل کی گھڑی میں ہم سب کو انکے ساتھ کھڑا ہونے کی ضرورت ہے۔ اور یہ کسی مذہب کی بات نہیں ہے۔ یہ کسی فرقے کی بات کی گئی ہے۔ تو جس طرح یہ قرارداد میری بہن لائی ہیں یقیناً یہ ایک فوری طور پر اسکو consensus پورے ہاؤس کی قرارداد بنائی جائے۔ اور جو ہم سے ہو سکتا ہے ہمیں اپنے ترکیہ کے بہن بھائیوں کے لئے کرنا چاہیے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ قرارداد پر کوئی بات کرنا چاہ رہا ہے؟ جی۔ احمد نواز صاحب۔

حاجی احمد نواز بلوچ: بالکل ہم آج کی اس قرارداد کی ہم اپنی پارٹی کی طرف سے اور بلوچستانی عوام کی طرف سے اسکی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ اور اسکو اگر مشترکہ قرارداد قرار دیا جائے تو وہ بہت بہتر رہے گا۔ جناب اسپیکر! ترکیہ اور شام میں زوالہ سے جتنی بھی اموات ہوئی ہیں، ان سب کی مغفرت کے لئے دعا کیں ہوئی ہیں۔ بالکل یقیناً یہ ایک ایسا الیہ ہے کہ یہ جذبے کے تحت ترکی کے عوام کے ساتھ یا شام کے عوام کے ساتھ ہم ان کے لئے دعا ہی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم اور ہمارے صوبے میں اگر ایسا ہی جذبہ ہو جیسے خلیل بھٹو صاحب نے کہا۔ میرے خیال صحبت پور اور ذریہ مراد بھی یہاں سے اتنی دور نہیں ہے، اس شدید سردی میں ہمارے لوگ بے یار و مددگاری سے پڑے ہوئے ہیں کہ ان کو بھی ایسی مدد کی ضرورت ہے ابھی تک جو قومی سطح پر جو اعلانات ہوئے ہیں ان علاقوں کے لئے ابھی تک وہاں پر وہ چیزیں نہیں پہنچائی گئیں۔ تو میں اس قرارداد کے توسط سے اس کی بھی مکمل حمایت بھی کرتا ہوں اور اپنے علاقے کے عوام کے لئے تاکہ وہ بھی

اسی مصیبت میں انہوں نے جو سیال ب دیکھایا ابھی تک ان کی فصلیں تباہ ہوئی ہیں یا انکی وہاں الماک کونٹھان پہنچا ہے۔ جناب اسپیکر! ابھی تک ان کا مداوا نہیں ہوا ہے۔ وہ انکے جو گھر بننے تھے وہ بھی ابھی تک نہیں بنے ہیں۔ یا ان کے لئے جو قومی سطح پر جو اقوام متحدة اور جنیوا میں جو فنڈنگ ہوئی، وہ ابھی تک صوبے کو نہیں پہنچے ہیں۔ لہذا اس ایوان کے توسط سے میں یہ ریکوئیٹ کرتا ہوں وفاق سے کہ وہ جو اعلانات ہوئے ہیں ہمارے جو سیال ب زدگان کے لئے وہ انکو ان تک پہنچایا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی قادر علی نائل صاحب۔

جناب قادر علی نائل: جناب اسپیکر! یقیناً یہ ایک اہم قرارداد جو محترمہ بشری رند صاحبہ کی طرف سے آئی ہے میں اپنی پارٹی کی جانب سے اس کی حمایت کرتا ہوں کہ ترکی اور شام میں جو سانحہ سامنے آیا ہے وہ غمزدہ عوام کے غم میں ہم برابر کے شریک ہیں اور ان سے تعزیت کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ یقیناً یہ قدرتی آفات کے نتیجے میں ایک انسانی المیہ جنم لے چکا ہے وہاں پر۔ ہم اور کچھ نہیں کر سکتے کم از کم تعزیت کا اظہار بلوچستان کے عوام کی جانب سے، کوئی کے شہر یوں کی جانب سے، اپنی پارٹیوں کی جانب سے کر سکتے ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ 2010ء کا جو سیال ب آیا تھا اُس میں نصیر آباد ڈویژن میں پوری مشنری ترک حکومت کی کام کر رہی تھی اور انہوں نے کافی جو بحران ہمارے سامنے آیا تھا اُس بحران میں جو ہماری مدد کی۔ تو یقیناً یہ ہماری زمدادی بنتی ہے کہ اگرچہ ہم معاشری طور پر بحال ہیں لیکن کم از کم یہاں کی سیاسی جماعتیں، یہاں کے عوام کی جانب سے انہیں خطوط بھیجنے چاہئیں، ہم نے اپنی پارٹی کی طرف سے اپنی قوم کی طرف سے ترکی حکومت کو Embassy کو خط بھی لکھا ہے، جس میں ان سے تعزیت کا اظہار اور کوئی اور بلوچستان کے عوام کی جانب سے پیغامات بھی بھیجے ہیں کہ ہم ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ تو اس قرارداد کی ہم حمایت کرتے ہیں۔ اس کو ایک مشترکہ قرارداد کے طور پر لائی جائے اور اس کو پاس بھی کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی ذمہ صاحب۔

جناب نور محمد ذمہ (وزیر منصوبہ بندی و ترقیات): شکریہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو آج محترمہ کی طرف سے جو قرارداد پیش ہوئی، میں اپنی طرف سے ان کی مکمل حمایت کا اعلان کرتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ محترمہ کو یہ شاباش دیتا ہوں کہ ایک خاص مسئلے کی طرف انہوں نے ایوان اور اس ایوان کے توسط سے پورے ملک پاکستان کی توجہ مبذول کروائی۔ یقیناً جناب اسپیکر! یہ ایک دردناک واقعہ ہے، بہت casualties ہوئیں شام اور ترکی میں، لیکن قدرت کی طرف سے ایک آفت ہے، اس میں ظاہری بات ہے مزید کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں اور یقیناً ہم ترکی اور شام کے مسلمان بھائیوں کے اس غم اور درد میں ہم ان کے ساتھ ہیں۔ بلکہ لفظی حد تک ان کا ساتھ دینا چاہیے۔ ایک تو

ترکی ہمارا مسلمان ملک ہے اور ساتھ ساتھ ہمارے اہم دوستوں میں درینہ دوستوں میں ایک دوست ملک ہے تو اس مشکل وقت میں ہمارے ملک نے already ان کے ساتھ اظہار تجھیقی کا اعلان بھی کیا اور ہر سطح پر ان کو support کرنے کی اعلان کیا ہے اور support کر رہا ہے۔ تو ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ جتنے بھی لوگ اس میں مرے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے پسمندگان کو صبر و فیصل عطا کرے۔ اور ساتھ ساتھ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مزید اس طرح کی آفات سے ہمارے مسلمان ممالک بلکہ پوری دنیا کے انسانیت کو بچائے۔ مزید ہم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ظاہری بات ہے انسان کمزور ہے یہ ہماری کمزوریوں کی ہی ایک وجہ ہو سکتی ہے۔ بہر حال ہم اللہ تعالیٰ سے معافی کے بھی طلبگار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے مزید اس طرح کی آفات کو روکنے کی درخواست کرتے ہیں۔

جناب اپنیکر! یہ تو ترکی میں ایک قدرتی آفات آئی۔ ہمارے ملک پاکستان تو روز رو زاس طرح کی آفات سے گزر رہا ہے۔ میرے خیال میں یہ ترکی کا ایک واقعہ ہے۔ پشاور میں ایک دھماکہ ہوا جس میں ہمارے سینکڑوں بیگناہ شہری جاں بحق ہو گئے۔ تو یہ بھی ایک زلزلے سے کم نہیں تھا۔ یہ تو شاید انہی کو پہنچتا ہو گا جس شہر اور جس علاقے پر یہ گزرا۔ اور جن خاندانوں پر یہ گزرا۔ تو میں آج اس قرارداد کے ساتھ ساتھ میں پشاور کے اُس دھماکے کی بھی پُر زور مذمت کرتا ہوں۔ اور جن کی طرف سے بھی ہوا۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایک عبرناک سزا تک پہنچائے۔ اور ان کو اللہ تعالیٰ نیست ونا بود کرے جنہوں نے ہمارے معاشرے میں ایسا ایک نیٹ ورک پھیلا�ا ہے کہ روز رو ہماری قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ تو میں یقیناً آج اس اجلاس کے توسط سے اُن لوگوں کو، ان سازشی عناصر کو جنہوں نے ہمارے پاکستانی message دیتے ہیں معاشرے کو disturb کیا ہے ہمارے مسلمان بھائیوں کو نثار گٹ کیا ہے، ان کو یقیناً ہم ایک surrendered کیا ہے انشاء اللہ اس طرح کے دھماکوں سے ہمیں آپ مرعوب نہیں کر سکتے۔ اور اس طرح دھماکوں سے آپ ہمیں جانیں صرف شہید نہیں ہوئیں بلکہ وہاں وہ جل گئیں جس طرح ہمارے دوستوں نے عرض کیا تھا کہ ان کو DNA test کے ذریعہ اپنے test کر کے اپنے پیاروں کو صرف ان کی ہڈیاں گھروں کو پہنچا دیں۔ پہنچنے والوں نے اُس کو اپنے بندے ہی سمجھے یا اپنے ہی پیاروں کی پیاس بجھائی ان سے یا نہیں بلکہ مجھے یہ ہے کہ ان سے ابھی ایک اس طرح زندہ لوگ ان سے غائب ہو گئے۔ انہوں نے ابھی تک ان کے ذہنوں میں اور ان کے دلوں میں اپنے یہ لوگ پیارے اسی

جناب اپنیکر! اسی طرح میں نے عرض کیا تھا کہ پاکستان میں روز رو زاس طرح دھماکے اور اس طرح کی آفات اور اس طرح کے زلزلوں سے پاکستانی معاشرہ گزر رہا ہے، کچھ دن پہلے حب چوکی میں ایک بس حادثہ ہوا جس میں کئی جانیں صرف شہید نہیں ہوئیں بلکہ وہاں وہ جل گئیں جس طرح ہمارے دوستوں نے عرض کیا تھا کہ ان کو DNA test کے ذریعہ اپنے test کر کے اپنے پیاروں کو صرف ان کی ہڈیاں گھروں کو پہنچا دیں۔ پہنچنے والوں نے اُس کو اپنے بندے ہی سمجھے یا اپنے ہی پیاروں کی پیاس بجھائی ان سے یا نہیں بلکہ مجھے یہ ہے کہ ان سے ابھی ایک اس طرح زندہ لوگ ان سے غائب ہو گئے۔ انہوں نے ابھی تک ان کے ذہنوں میں اور ان کے دلوں میں اپنے یہ لوگ پیارے اسی

طرح زندگی گزارتے رہیں گے۔ میرے خیال میں یہ ایک زیادتی ہوئی ہمارے لوگوں سے ساتھ جو کہ اس طرح دردناک واقعہ میں ہمارے لوگ شہید ہوئے اور جل گئے۔

جناب اسپیکر! آئے دن ہمارے معاشرے میں اس طرح کے واقعات ہو رہے ہیں، کل نہیں پرسوں کو ہلو میں ایک دھماکہ ہوا ہماری بہت ہی قیمتی جانیں ضائع ہو گئیں۔ انسان تو سارے ایک جیسے ہیں لیکن ہمارے وہ لوگ جو کہ ہم بڑی محنت اور بہت خرچے کے بعد جس پر ہم خرچ کر کے ایک stage تک پہنچاتے ہیں ہماری قوم کے اٹاٹے ہوتے ہیں وہ اس میں شہید ہو گئے ان کی بھی ہم پُر زور مذمت کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر! بلوچستان پاکستان میں آئے دن اس طرح واقعات ہوئے ہیں جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں جو بھی اس طرح کے واقعات میں شہید ہوئے ہیں ہم ان کے لیے دعا مغفرت ہی کر سکتے ہیں اور ان کے لواحقین کے ساتھ اظہار بُجھتی ہی کر سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر! میں ایک خاص مسئلہ ہمارے فناں منظر نکل گئے تو کچھ عرصہ پہلے ہر نانی میں ایک ززلہ آیا جس میں کافی جانیں ضائع ہو گئیں اور ان کے compensation کے لیے اُس کو ہم نے ابھی تک compensation نہیں کیا۔ پیش تر کی والے ہمارے بھائی ہیں اور ان کے ساتھ ہم جس طرح بھی بھی ہم مد کر سکتے ہیں ہمیں کرنی چاہیے لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں کہ ہم اپنے ہی معاشرے کو بھول جاتے ہیں اور اپنے ہی پاکستانی کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ وہاں بھی سینکڑوں لوگ شہید ہو گئے اور ان کو ایک ٹینٹ تک نہیں دیا ہم نے اور ان کے ساتھ ہم نے compensation کا جو ایک کیس cabinet سے پاس کیا اور انکی rehabilitation کا ہم نے وعدہ کیا، وہاں پر سی ایم صاحب گئے۔ وہاں ہمارے بہت سے ارباب اختیار گئے لیکن ہر نانی کے لوگوں کے ساتھ ابھی تک وہ وعدہ نہیں نبھایا گیا۔ اور compensation کا کیس cabinet سے بھی پاس ہوا۔ اور ابھی تک فناں میں pending میں ہے وہ اس لیے کہ وہ ظاہری بات ہے کہ ہم نے اس کیس کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ وہاں جو لوگ ابھی تک آسمان تلگزار کر رہے ہیں اور وہاں ابھی تک ان لوگوں کے گھر نہیں بنے ہیں اور ابھی تک ان لوگوں کے زخموں پر ہم لوگوں نے کوئی مرہم پڑی نہیں کی تو اُس کے بعد روز رو ز after shocks آرہے ہیں۔ لیکن ہم نے cabinet سے پاس بھی کیا ہے کوئی compensation کا کیس اور ابھی تک فناں میں pending ہے مجھے امید ہے کہ فناں سیکرٹری ہماری اس بات کو یا منستر فناں جس طرح انہوں نے issues کو highlight کیا یقیناً مالی بجران ہے۔ لیکن development کے ساتھ ساتھ ہمارے ہر نانی کے اس کیس کو بھی ترجیحی بنیادوں پر ان کے پیسے انکو release کر کے ان کی rehabilitation کا کام شروع کرنا چاہیے۔

جناب اسپیکر! میں ایک دفعہ پھر ترکی کے ززلہ متاثرین کے ساتھ ہوں اور اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں

جناب قائم مقام اپسیکر: شکریہ۔ جی ملکی شام لال۔

جناب ملکی شام لال لای: thank you جناب اپسیکر صاحب۔ جناب! جو ترکی اور شام میں زلزلہ ہوا ہے بہت بڑی افسوسناک بات ہے ہم ان بھائیوں کی اس دکھ کی گھری میں برابر کے شریک ہیں۔ یہ قدرت کی طرف سے ایک آفت تھی۔ بہت ہی بڑا مشکل وقت ہے ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو صبر دے اور جو شہید ہوئے ہیں انکے لیے دعائے مغفرت ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے اور ہمیں جتنا بھی پاکستان اور بلوچستان کو چاہیے جتنی بھی اس دکھ کی گھری میں ہم ان کی مدد کر سکتے ہیں ہمیں ہر حال میں کرنی چاہیے۔ بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام اپسیکر: شکریہ۔ جی سید عزیز اللہ آغا صاحب۔

سید عزیز اللہ آغا: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب اپسیکر! محترمہ بشری رند صاحبہ کی طرف سے جو آئی ہے، میں اپنی طرف سے اور اپنی جماعت جمعیت علماء اسلام کی طرف سے اسے support کرتا ہوں اور میری دعا ہے کہ ترکی اور شام میں آنے والے زلزلے میں جو شہید ہوئے ہیں اللہ ان کی شہادت کو قبول فرمائے، زخمیوں کو اللہ پاک جلد سے جلد صحبت یابی نصیب فرمائے اور جو سوگواران ہیں اللہ پاک انہیں صحبت کا ملہ عاجله عطا فرمائے۔

جناب اپسیکر! چونکہ ترکی اور شام ہمارے برادر ملک ہیں، برادر اسلامی ممالک ہیں، اس لیے میں اس آفات کے ان لمحات میں جو بھی مدد ہو سکے، اپنے برادر اسلامی مملکوں کے ساتھ وہ فوری طور پر اُس کے لیے مزید اقدامات آٹھائے جائیں۔ اور باقی بھیشیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ زلزلے اور قدرتی آفات انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے واقع ہوتے ہیں، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں، اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی مانگیں اور انسانیت کی بقا کے لیے یہ بات اشد ضروری ہے کہ ایسے اعمال اختیار کیے جائیں کہ جن کے ذریعہ سے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور اللہ کی جو نیک مخلوق وہ ہم سے راضی ہوں، اللہ پاک ہمیں اپنا تعلق نصیب فرمائے۔ اور اللہ پاک تمام انسانیت کو ان قدرتی آفات سے مامون اور محفوظ رکھے۔ بڑی مہربانی جناب اپسیکر۔

جناب قائم مقام اپسیکر: شکریہ سید عزیز اللہ آغا صاحب۔

جناب قائم مقام اپسیکر: آیا تعزیتی قرارداد منظور کی جائے۔

جناب قائم مقام اپسیکر: تعزیتی قرارداد منظور ہوئی۔

13 فروری 2023ء (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

37

جناب قائم مقام اسپیکر:
تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 6:30 بجکر 30 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

